SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, July 12, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past seven in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr .Khalil-ur-Rehman) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وتلک الایام ندا ولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین امنوا ویتخذ منکم شھدآء

واللہ لا یحب الظّٰلمین۔

(ترجمہ) اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۰)

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Let's get through the leave applications now. I have been here

since 6 O'clock, it is you gentlemen that were not here and then the *Namaz* time.

محترمہ روشن خورشید بھروچہ ملک سے باہر ہیں۔ اس لئے انہوں نے مورخہ 12 تا 16 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر محمد ابراہیم خان ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 9 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب نثار اے میمن ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 7 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد سرور خان کاکڑ نے ناسازی طبع کی بناء پر مورخہ 9 اور 12 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ گلشن سعید صاحبہ ملک سے باہر جا رہی ہیں بلکہ چلی گئی ہیں، انہوں نے مورخہ 12 جولائی تا اختتام حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد اعظم خان سواتی نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد اسلم بلیدی ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 4 تا 9 جولائی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، انہوں نے اس لئے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر خالد رانجھا نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 12 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب ظفر اقبال چوہدری نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 12 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر محمد ساعد نے چھوٹے بھائی کی وفات پر آج مورخہ 12 جولائی تا اختتام حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب ایس۔ ایم ظفر نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 12 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد نصیر خان وزیر صحت نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں، اس لئے مورخہ 12 اور 13 جولائی کو اجلاس میں شرکت

نہیں کر سکیں گے۔ مخدوم سید فیصل صالح حیات نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر افغانستان جا رہے ہیں' اس لئے مورخہ 12 اور 13 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ راؤ سکندر اقبال نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں' اس لئے آج مورخہ 12 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر جا رہے ہیں' اس لئے مورخہ 11 تا 19 جولائی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, let me inform the House that we have a massive and secure agenda, it is a private members day. No, it is right up to you, you want to use it on points of order. جی ڈار صاحب بتائیں۔

POINTS OF ORDER

RE:THE ALLEGED ATTACK ON LADY REPORTER.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, I have been informed by President Rawalpindi, Islamabad Union of Journalists and Joint Secretary Rawalpindi Press Club.

میں یہ پڑھ دیتا ہوں کہ روزنامہ " ایکسپریس" کی خاتون رپورٹر صائمہ ظہور کو Environment Ministry کے ڈپٹی سیکریٹری آصف الرحمن نے اپنے کمرے میں بند کر کے تشدد کا نشانہ بنایا اور ایک گھنٹے تک حبس بیجا میں رکھا۔

(Voices: Shame, shame)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: صحافی حضرات یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس مسئلے کو ایوان میں اٹھایا جائے۔ مہربانی کر کے آپ کسی کو direct کریں کیونکہ obviously they extend all the cooperation. I just wanted to bring it to you.

(اس موقع پر پریس گیلری سے صحافی حضرات walkout کر گئے)

سینیٹر محمد علی درانی: یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کے بارے میں' میں سمجھتا ہوں کہ ایک

خاتون کے خلاف کسی بھی سرکاری دفتر میں اور ایسی خاتون جو کہ اپنی صحافتی ذمہ داریوں کے سلسلے میں کہیں گئی ہوں تو ان کے ساتھ اس قسم کا سلوک ہونا انتہائی غیرمناسب ہے، اس پر proper action ہونا چاہیے اور اگر اس میں واقعی کسی کی زیادتی ہے، جو کہ نظر آ رہی ہے تو اس صورت میں action ہونا چاہیے اور ایسے افراد کو suspend کیا جانا چاہیے کہ جنہوں نے یہ قدم اٹھایا ہے اور یہ ایک بہت serious واقعہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وزیر اطلاعات تو یہاں ہیں نہیں تو-----

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! یہ بڑی زیادتی ہے اور آپ اسے direct کریں اور we will be just joining them. They have requested this thing.

جناب قائم مقام چیئرمین: طارق عظیم صاحب اور بابر غوری صاحب can you please go and talk to them and give them assurances that proper action will be taken.

(اس موقع پر اپوزیشن ہاؤس سے walkout کر گئی)

RE: ALLEGED INVOLVEMENT OF DOCTORS IN TERRORISM.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بروہی صاحب فرمائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک مسئلے کی طرف دلاؤں گا۔ کراچی میں دو ڈاکٹر جو اسلامی جمعیت طلبہ کے ہیں جنہوں نے وہاں پر معصوم لوگوں اور نہتے لوگوں پر دہشت گردی کی۔ اس کے ساتھ کور کمانڈر پر حملہ کیا۔ میں یہ کہوں گا کہ جماعت اسلامی جو خود کو یہ کہتی ہے کہ ہم اچھے ہیں اور ہمیشہ وہ مگرمچھ کے آنسو بہاتی ہے۔ کراچی کے معاملات میں ان کے لوگ involve ہیں۔انہوں نے یہ چیز باقاعدہ طور پر مانی ہے، انکشافات کئے ہیں کہ وہ "جندل" جو ایک تنظیم بنی ہے اس کے لئے کام کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ان دو ڈاکٹروں کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ میں جماعت اسلامی سے یہ کہوں گا کہ وہ اس چیز کو مانیں کہ یہ ان کے جو دو ڈاکٹرز تھے جنہوں نے کراچی اور دیگر سندھ کی زندگی کو تباہ کر دیا ہے

اور وہ مگر مچھ کے آنسو بہا رہی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ بروہی صاحب۔ پروفیسر سعید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! اسی بات پر میں بھی کچھ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو دو ڈاکٹر بھائی دہشت گردی میں ملوث پائے گئے ہیں اور اس کا اعتراف انہوں نے کیا ہے۔ تمام وارداتیں جو مئی کے مہینے میں کراچی میں ہوئیں، کور کمانڈر پر حملہ، امام بار گاہوں پر بم دھماکے اور مفتی شامزئی صاحب کی شہادت، ان سب کا انہوں نے اعتراف کیا ہے۔ ان دونوں ڈاکٹر بھائیوں کے ماضی پر جائیے تو زمانہ طالبعلمی سے یہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ممبر اور ورکرز رہے ہیں۔ یہ اس کے thunder squad کے ممبر تھے۔ ان کے والد محترم بھی سکھر سے رکن اور جماعت کے کارکن تھے۔ ابھی تک تو یہ سمجھا جاتا تھا-----

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں تقریر نہ کریں۔ Just give your point of order.

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی: اچھا۔ میرا point of order یہ ہے کہ اب جبکہ ان لوگوں نے اعتراف کیا ہے اور ان کے روابط جماعت اسلامی سے ثابت ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے جماعت اسلامی یہ کہتی رہی ہے کہ یہ ڈاکٹر ہیں، یہ مسیحا ہیں۔ یہ اس طرح قتل اور انسانیت سوز activity میں ملوث نہیں ہو سکتے ہیں۔ اب ان doctors نے خود اعتراف کیا ہے، اپنے روابط بتائے ہیں کہ ہمارا جمعیت سے تعلق رہا ہے، ہمارا جماعت سے تعلق رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر صاحب، بتائیں کرنا کیا ہے؟

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی: ہم دونوں کو ٹریننگ کے لئے وزیرستان اور افغانستان بھیجتے رہے ہیں۔ ہم دہشت گردوں کو ٹریننگ دیتے رہے ہیں اور ان کا علاج کرتے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سعید صاحب، بس ہو گیا۔ ٹھیک ہے، بس لمبی تقریر ہو گئی ہے۔ We got the point of order. جی اسفندیار ولی۔

سینیٹر اسفندیار ولی: جناب چیئرمین! Thank you. میں اگر Leader of the

House کی توجہ ----

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر غفور صاحب، ان کو میں نے floor دیا ہے۔ اس کے بعد آپ بات کرلیں۔

Senator Asfandyar Wali: Sir, if I could have the attention.

Mr. Acting Chairman: You have full attention of everybody.

RE: POLITICAL VICTIMIZATION.

Senator Asfandyar Wali: Thank you sir.

جناب چیئرمین! پرسوں کے اخبار میں ایک تصویر دیکھ کر نہایت ہی دکھ اور افسوس ہوا۔ اب تک تو یہ دیکھنے میں آ رہا تھا کہ ایک political worker یا political leader جو بھی ہو وہ خود گرفتار ہو رہا ہے۔ اس دن اخبار میں تصویر آئی کہ جاوید ہاشمی صاحب کی چھوٹی بچیوں کو عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(اپوزیشن نے شیم شیم کے نعرے لگائے)

سینیٹر اسفند یار ولی: دو ڈھائی سال کی عمر کی بچیاں بھی تھیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ایسی ریت اس ملک میں ڈالی جا رہی ہے جو میرے خیال میں across the board ہر ایک کے اپنے بچے ہیں، ہر ایک کی اپنی بیٹیاں ہیں۔یہ جو کچھ ہو رہا ہے کوئی بھی اسے support نہیں کر سکتا۔ جناب چیئرمین! میں تو آپ کی وساطت سے government سے اتنا کہہ دوں کہ قدرت نے آج ان کو طاقت دی ہے لیکن اگر یہ پیچھے مڑ کر دیکھیں تو بہت سے لوگ آئے، طاقت ان کے ہاتھوں میں آئی، کچھ عرصے بعد وہ طاقت گئی۔ ایسے کام خدارا نہ کریں کہ کل کوئی آپ کی بچیوں سے، آپ کی بیٹیوں سے وہی کام ہو اور آپ کو دکھ پہنچے۔ دو ڈھائی سال کی بچیوں کو، خدارا ہاتھ جوڑ کر میں نے منت کرنی ہے Let's change the the political culture, this you are going from bad to worse. You are not improving.

Mr. Acting Chairman: Anwar Bhinder Sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں Point of Order پہ

تو نہیں ہوں۔ آپ کی اجازت سے ایک معاملے کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں اور وہ معاملہ Ministry of Railways کے متعلق ہے اور اتفاق سے فاضل وزیر صاحب موجود ہیں۔

جناب والا! جو ہم تعمیر وطن پروگرام کے متعلق اپنی schemes دیتے ہیں اس میں اگر ریلوے پھاٹک لگانے کی سکیم دیں تو funds تو ہماری allocation سے الاٹ ہوتے ہیں اور جاتے ہیں اور وہ execute ہوتے ہیں لیکن اس میں جو آدمی وہاں تعینات ہوتا ہے اس کی پانچ سال کی تنخواہ بھی اس سکیم میں ڈالتے ہیں۔ ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جناب پھر یہ کہتے ہیں آئندہ آنے والے پانچ سال کے بعد بھی ہمیشہ کے لیے وہ تنخواہ اس فنڈ سے دی جائے۔ اب sir میں آج تو سینیٹر ہوں، اس کے بعد نہیں ہوں گا لیکن یہ پھاٹک تو سالہا سال تک چلے گا اور یہ کبھی بھی own نہیں کریں گے کہ یہ ہمارا پھاٹک ہے۔ پانچ سال کا تو سمجھ میں آتا ہے کہ پانچ سال کے لیے یہ ہم سے یہ charge کرلیں اس لیے کہ initial cost ہے، ہم نے اس کو sponsor کیا ہے لیکن sir اپنے لیے تو نہیں کیا، عوام کی سہولت کے لیے کیا ہے۔ اب یہ عوام کے لیے ہے۔

Mr. Acting Chairman: Bhinder Sahib, thank you.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! ایک منٹ۔ ریلوے بھی جناب عوام کے لیے ہے۔ عوام ریلوے کے لیے نہیں ہیں اور ہم سکیمیں جو دیتے ہیں عوامی مفاد کے لیے ان کے لیے خدارا! غور کیا جائے۔ یہ کہتے ہیں ہمارے جو by-laws ہیں ان میں 3% کاٹا جائے گا لیکن Cabinet نے 2% کی اجازت دی ہوئی ہے۔ یہ بھی inconsistency ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے جو پھاٹک لگانے کی سکیم ہے وہ کبھی complete ہو ہی نہیں سکتی۔ 23 لاکھ روپے کی میں نے اپنے فنڈ کی ایک سکیم دی لیکن وہ اسی کشمکش میں کہ 2% ہو کہ 3% ہو اور اگر 3% ہو تو eternity کے لیے ہو۔ میں جناب Railway Minister صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ اس کا حل نکالیں۔

Mr. Acting Chairman: Do you want to respond. OK.

Mr. Ghous Bux Khan Mahar (Minister for Railways): I

am here to reply. Sir, I have great regard for the honourable member. It is first time I am hearing that he has given some schemes. There are some laws, some rules under which we have to govern our system. It is really a fact that construction of these gates are made by the agencies which propose the gates because Railway is always there and appoint somebody on the new gates. Then they have to pay the charges and construction and managing of those gates.

I will see, if I can do anything, honourable member is always welcomed. I am really surprised to hear, I have great regard for him. He has never phoned me, never talked to me about the problem.

Mr. Acting Chairman: Professor Ghafoor Sahib.

سینیٹر پروفیسرعقفور احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت طلباء اس ملک کی قابل فخر جماعتیں ہیں جنہوں نے ہمیشہ ملک و ملت کی خدمت کی ہے اور کبھی ہم نے قانون کو، اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ ہماری تمام جدوجہد ہمیشہ قانون کے اندر رہی ہے اور کبھی ہم نے ایسی چیزیں نہیں کیں کہ جو دہشت گردی کی تعریف میں آتی ہوں۔

ابھی question اٹھایا گیا ہے کہ اکمل وحید اور ارشد وحید کو گرفتار کیا گیا ۔ جناب چیئرمین! 17 جون کو انہیں گرفتار کیا گیا۔ گرفتاری کے بعد ان کے گھر سندھی زبان میں ٹیلی فون کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ہم نے تاوان کے لیے اغوا کیا ہے اور ایک کروڑ روپیہ فلاں جگہ پہنچا دیں۔ اس پر انہوں نے FIR درج کرائی اغوا کی اور اس کے تقریباً اٹھارہ دن کے بعد ان دونوں ڈاکٹروں کو جو کہ ملک کے ممتاز ڈاکٹر ہیں ایک Cardio Vesicular diseases میں بہت senior ڈاکٹر ہیں اور دوسرا بھی آرتھوپیڈک سرجن ہے۔

Mr. Acting Chairman: Brohi Sahib, please'sit down.

دیکھیں بروہی صاحب جب آپ بول رہے تھے تو کوئی نہیں بولا۔ ان کو سنیں آپ۔ پہلے سن لیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب! سترہ دن کے بعد انہیں عدالت میں پیش کیا گیا اور اس کے بعد چودہ دن کا پھر remand لے لیا گیا۔ ابھی تک انہیں کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا۔ وہ police custody میں ہیں، ہمیں معلوم نہیں کس کی custody میں ہیں، agencies کی custody میں ہیں۔ -- میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ جو ایم کیو ایم اور APMSO بنی ہے، ان کی پوری تاریخ ان کے سامنے ہے۔ انہوں نے کراچی کو لہو سے سرخ کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر صاحب! دیکھیے! آپ غلط لائن پر آ گئے ہیں۔ آپ ڈاکٹرز کی بات کر رہے تھے، ڈاکٹرز کی بات کریں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب والا! آپ Supreme Court کے Judges پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں جو یہ دیکھے کہ جماعت اسلامی کا کردار کیا ہے اور APMSO اور MQM کا کردار کیا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Prof. Sahib. Honourable Ahmad Ali Sahib.

سینیٹر احمد علی: میں ان کو اس وقت سے جانتا ہوں جب جماعت اسلامی شروع ہو رہی تھی۔ ہم نے ان کے under بھی کام کیا ہے اور ہم خود جانتے ہیں کہ کیا حرکتیں تھیں جس کی وجہ سے ہم نے انہیں چھوڑا۔ یہ نہ کہیں کہ بڑے اچھے ڈاکٹر تھے، بڑے وہ تھے، انہوں نے کیا بنایا، کس طرح کیا، کس طرح لوگوں کو اپنے دفتروں اور جگہوں میں چھپایا۔ آج یہ بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا، اب جب وہ پکڑ لیے گئے ہیں اور انہوں نے admit کر لیا ہے تو اس کے بعد discussion کی کون سی بات رہتی ہے۔ اخباروں میں آ چکا ہے کہ انہوں نے admit کر لیا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر صاحب! تشریف رکھیں، آپ نے جو بولنا تھا، بولا، ہم نے نہیں روکا، اب آپ بیٹھیں۔ It doesn't suit you, please sit down.

سینیٹر احمد علی: ان doctors کو پکڑا گیا، انہوں نے admit کر لیا، اخبارات

بھرے پڑے ہیں۔ کراچی کے سب سے معتبر اخبار "جنگ" اور دوسرے اخبارات میں انہوں نے admit کیا ہے ۔ انہوں نے کور کمانڈر پر حملے کو بھی admit کیا ہے اور بم دھماکوں کو بھی admit کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی admit کیا کہ جناح پوسٹ ہسپتال میں جو افغانی لوگ آتے تھے وہ ان کا علاج کرتے تھے ۔ اب یہ کس چیز کو deny کرنے جا رہے ہیں۔ ہم نے کیا دے دیا کراچی کو کہ یہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you Ahmad Ali.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم: جناب چیئرمین! میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل ایک بنچ تشکیل دیا جائے ۔ ہم اس کام کے لیے حاضر ہیں کہ پوری جماعت اسلامی کو اس کے سامنے پیش کریں اور یہ لوگ پوری ایم کیو ایم کو اس کے سامنے پیش کر دیں اور سب کچھ سامنے آجائے گا کہ کس کا کیا کردار رہا ہے، قاتل کون ہے؟ بوری بند لاشیں کس نے پہنچائی ہیں؟ کراچی کو لہو لہان کس نے کیا ہے اور کراچی کی تعمیر کس نے کی ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر صاحب! ڈاکٹرز کی بات ہو رہی ہے، ڈاکٹرز کی بات کریں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم: میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل ایک بنچ تشکیل دیا جائے اور اس کے سامنے ہم پوری جماعت اسلامی کو پیش کرتے ہیں اور یہ پوری ایم کیو ایم کو پیش کریں اور ہم ہر سزا کے لیے تیار ہیں اور جن لوگوں کو عدالتوں سے سزا سنائی گئی ہے، جو بیرون ملک بیٹھے ہوئے ہیں ان کو ذرا لا کر پیش کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ off the track جا رہے ہیں ۔ مہیم خان صاحب۔

RE: DETERIORATING LAW AND ORDER IN QUETTA.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب والا! حکومت کا بنیادی فرض عوام کی جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے ۔ کل کوئٹہ میں ایک واقعہ ہوا، proper کوئٹہ شہر میں یونیورسٹی کے پاس دو

گروہوں نے کل دو دفعہ لاٹھیوں کے ساتھ، ایک دوسرے کو مارا، ایک دوسرے کو زخمی کیا، ہماری حکومت کی طرف سے کوئی interference نہیں ہوئی۔ رات کے گیارہ بجے ایک گروپ نے دوسرے گروپ پر سرعام کلاشنکوف کا استعمال کیا، ایک نوجوان وہاں شہید ہوا، آدھے گھنٹے کے بعد دوسرے گروپ نے کلاشنکوفوں کے ساتھ پہلے والے گروپ کے گھروں پر حملہ کیا اور سر عام ایک اور نوجوان شہید ہوا۔ اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک فائرنگ ہوئی لیکن ہماری حکومت کی طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہوئی اور اس دوران بہت سے راہگزر زخمی ہوئے اور آج صبح میں نے خود جا کر دیکھا۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ point of order بتائیں، واردات نہ بتائیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کا نوٹس لیں کہ شہر میں اس قسم کی وارداتیں ہوتی ہیں، سر عام کلاشنکوفیں استعمال ہوتی ہیں، جانیں ضائع ہوتی ہیں، کیوں حکومت نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔ وہاں کی فورسز کیوں حرکت میں نہیں آئیں؟ اس کا نوٹس لیا جائے اور جو شہید ہوئے ہیں ان کے لئے دعا کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، رحمت اللہ کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین! پریس کے دوستوں کے ساتھ ارباب اقتدار و اختیار کی جو زیادتی ہے الحمد اللہ محمد علی صاحب نے اس کی خوب نقاب کشائی کی ہے۔ اس کے ہم مشکور ہیں لیکن لگتا نہیں ہے کہ اس سلسلے میں کچھ ہو اور اپوزیشن لیڈرز کے بچوں کے ساتھ جو یہ نئی ریت اب ڈالی جا رہی ہے تو اس ہاؤس کو یہ باور کرایا جائے کہ اپوزیشن کے دو، دو، اڑھائی، اڑھائی سال کے بچوں کے ساتھ جو شرمناک حرکت ہو رہی ہے اور عدالتوں میں ان کو گھسیٹا جا رہا ہے اس کا خاتمہ ہو۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ -----

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے آپ تین گزارشات کر رہے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: میری ایک مختصر گزارش ہے۔ سینیٹر کا جو

حال پولیس کے ہاتھوں ہو رہا ہے، آج میں اور سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب کوئٹہ سے آئے۔ وی آئی پی لاؤنج سے یہ باہر آ رہے تھے میں اس طرف تھا۔ وہاں سامان پڑا تھا تو پولیس کے کچھ جوان کھڑے تھے۔ ان کو ہم نے اپنا وی آئی پی کارڈ دکھایا کہ ہمیں جانے دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں آرڈر ہے کہ کوئی VIP movement ہو رہی ہے ۔ آپ نہیں جا سکتے ہو۔ کوئی سینیٹ وغیرہ نہیں ہے۔

Mr. Acting Chairman: Rind Sahib, I did know it was honey mooning affairs going on, here, you know.

(قہقہے)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین کہ ہاؤس آپ کے قابو میں آیا ۔ تو پولیس کو ہم نے سینیٹر ہونے کا وی آئی پی کارڈ دکھایا۔ اس نے کہا کیا سینیٹر ہو، کوئی سینیٹر نہیں ہے ۔ ہمیں یہ آرڈر ہے ۔ یہ کوئی VIP movement ہونے والی ہے ۔ اس کے بعد ہم پارلیمنٹ لاجز میں آئے ۔ اب جب سیشن کے لئے آ رہے تھے تو کوئی دس منٹ تک ہمیں پارلیمنٹ لاجز کے سامنے روکا گیا کہ وہ کوئی دوسرے تیسرے چوراہے سے VIP movement ہونے والی ہے ۔ جناب اس کا نوٹس لیا جائے ۔ جب ہمارا یہ حال ہے تو عوام الناس کا کیا حال ہو گا۔ کہیں ایمرجنسی ہو سکتی ہے تو کیا ہو گا؟

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ ۔ جی بابر غوری صاحب ۔

سینیٹر بابر خان غوری: شکریہ جناب چیئرمین۔ ہمارے ساتھیوں نے جس مسئلے پر بائیکاٹ کیا تھا اس کے لئے میں، طارق عظیم صاحب اور جمال صاحب گئے تھے ۔ واقعہ میں جو انہوں نے بات بتائی ہے وہ بڑی افسوسناک ہے ۔ یہ واقعہ ایک خاتون کے ساتھ ہوا ہے، ایک ڈپٹی سیکریٹری ماحولیات ڈویژن نے کمرہ بند کرکے اس کی پٹائی کی ہے، جو بالکل قابل مذمت ہے اور ہمیں اس پر افسوس ہے ۔ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک ایف آئی آر جو ایک حق ہوتا ہے کسی بھی شہری کا، کہ اگر کوئی بھی واقعہ ہوا ہے وہ جا کر complaint کرے۔ آگے تحقیقات کرنا اس ادارے کا کام ہوتا ہے لیکن وہ ایف آئی آر بھی

نہیں کاٹی جا رہی اس ہاؤس کی ہم نے نمائندگی کی ہے، بحیثیت وفاقی وزیر اور آپ نے جو ہمیں ڈیوٹی مامور کی تھی یہ ہم نے ان کو assurance دی ہے کہ فوری طور پر وہ ایف آئی آر کاٹی جائے گی۔ یہ House recommend کرتا ہے ۔ اس کی تحقیقات کی جائے اور اس کے بعد اس آدمی کے خلاف کارروائی کی جائے ۔

Mr. Acting Chairman: Please we will see to that what happened, you know.

سینیٹر بابر خان غوری: جی ہاں بالکل ۔ جی اس کو ہم بالکل assure کریں گے ۔ ہم پوری صحافی برادری کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ اس میں پورا ہاؤس ان کے ساتھ ہے ۔ یہ ایف آئی آر کٹے گی اور اس کی تحقیقات ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بی بی یاسمین شاہ ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: جناب چیئرمین! میں بھی یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو lady کے ساتھ بدتمیزی کی گئی ہے یہ بہت بڑی شرمناک بات ہے۔ اس کی ایف آئی آر کاٹی جائے اور اس بندے کے خلاف کارروائی کی جائے ۔ یہ ہم سب لیڈیز کی طرف سے مذمت ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پری گل آغا۔

سینیٹر پری گل آغا: جناب چیئرمین ! یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ ہمارے بھائی نے یہ پوائنٹ اٹھایا۔ ایک خاتون کے ساتھ اتنی زیادتی ہوئی اور ایف آئی آر ابھی تک نہیں کٹی ۔ مگر یہ فوراً ایکشن لینا چاہیے ۔ ہم تمام خواتین کی طرف سے مطالبہ ہے ۔ اگر اس طرح دفاتر میں یہ ہوتا رہا تو پھر ہم کہاں جائیں گی ۔ پھر ہمیں تو کہیں بھی safety نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین ! آپ تھوڑی سی اس پر توجہ دیں ۔ آپ باتیں ہماری سن لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں بڑی توجہ دے رہا ہوں ۔

سینیٹر پری گل آغا: مگر please خدا کے لئے اس پر ایکشن بھی لیا کریں۔ آج کوئی ایسا order نکالیں تاکہ ڈپٹی سیکریٹری کو پتا بھی چلے کہ دوبارہ کسی خاتون پر ہاتھ نہ اٹھا سکے یا کوئی بھی ایسی حرکت کرنا ، ہم ابھی تک خواتین مری نہیں ہیں ۔ یہاں پر لوکل گورنمنٹ

کے وزیر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے میں درخواست کرتی ہوں کہ بتا دیں کہ یہ مسئلہ کیا ہوا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: لاءمنسٹر صاحب، آپ سن رہے ہیں۔ The House needs assurance that this FIR has to be registered.

Mr. Raza Hayat Hiraj(Minister of state for Parliamentary Affaira): Sir, when my colleague has already given undertaking sir, and it was your observation and your order sir he should see to it that the FIR is registered. So sir, we shall ensure that. Mr. Acting Chairman: Not only that but other action should be taken too.

Mr. Raza Hayat Hiraj: Of course sir, but first of all the legal requisition ...

سینیٹر پری گل آغا: جناب چیئرمین! پلیز آپ تھوڑا سا ایکشن لیں، بس۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں میں تھوڑا سا نہیں میں بہت سا action لوں گا۔ میں نے دو منسٹرز کو کہہ دیا ہے۔

سینیٹر پری گل آغا: پلیز آپ ایکشن لیں، بس۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ شکریہ رضا ربانی صاحب۔ Do you want to say something? جی فرمائیں۔

(مداخلت)

سینیٹر پری گل آغا: جناب چیئرمین! please خدا کے لیے آپ تھوڑا سا action لیں۔ اگر اس پر کوئی action نہیں لیا تو تمام خواتین walk out کریں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تھوڑا سا action نہیں لوں گا میں بہت سا action لوں گا، میں نے بتا دیا ہے دو وزراء کو۔

سینیٹر پری گل آغا: بس آپ action لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! پہلے تو میں آپ سے یہ request کروں گا کہ جب اگلی دفعہ House ملے تو آپ مہربانی کرکے وزیر صاحب کو ہدایت فرمائیں کہ وہ House کو بتائیں کہ FIR register ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ compliance دیں اور کیا action اس افسر کے خلاف لیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے جس مسئلے پر آپ سے اجازت چاہی ہے وہ یہ ہے کہ it is after, I think, a very long period in the history of the world when world institutions have become totally redundant and when world institutions have fallen prey.

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ Point of Order ہے۔

RE: VERDICT OF INTERNATIONAL COURT OF JUSTICE ON CONSTRUCTION OF WALL BY ISRAEL.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am coming to that, I am just coming to that. When world institutions have fallen total prey to the mechanism of a particular super power, the International Court of Justice have passed their ruling in which it has declared that construction of wall by Israel is illegal and has said that it would adversely affect the rights of the Palestinian people to self- rule. I think that this is a tremendous step that has been taken and the Senate of Pakistan should welcome the step taken by the International Court of Justice and simultaneously, we condemn Israel and the United States of America for having outrightly turned down the judgement that has been given by the International Court of Justice and Mr. Chairman,

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر جناب قائد ایوان کو بھی کوئی اعتراض نہیں

ہونا چاہیے کہ اگر ایک suspension of rules کا motion move کر کے اور متحدہ Opposition کی طرف سے اور اگر treasury benches join کرنا چاہیں تو they are most welcome, ایک resolution move کی جائے جس سے Senate International Court of Justice کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرے اور اسرائیل کی جو non-compliance ہے یا اس کو turn down کرنا' اس کو condemn کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وسیم سجاد صاحب۔

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Sir, on behalf of the Government, I support the view point of Senator Raza Rabbani that the ruling of the International Court of Justice is welcomed. Sir, I join Mr. Raza Rabbani in welcoming, in appreciating the judgement of the International Court of Justice. It re-establishes after a long time the supremacy of world institutions and we also condemn the refusal of Israel to accept the ruling and to defy that, which is a very regrettable step but I don't think, sir, it will be possible for us to accept that there should be a resolution on this because that has to follow certain rules and procedures and if the resolution is to be moved then they should move it according to the procedure. Nevertheless, sir, I think the sense of the House could be taken and we will all agree that we appreciate the ruling; we appreciate the judgement of the International Court of Justice and condemn Israel's refusal to accept that ruling of the International Court of Justice.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

Senator Mian Raza Rabbani: I am a little surprised that the honourable Leader of the House has said that the rules should be

followed. It is a simple move of suspension by Rule 236 of the relevant rules and it is what the Leader of the House has said, we are ready to adopt that as a resolution but I think; the message that will go, not only to the international community but to the Palestinian people from the Senate of Pakistan will be a very strong message. Pakistan traditionally has always supported the Palestinian Freedom Movement, Pakistan traditionally has always supported President Yasir Arafat and President Yasir Arafat has always stood by Pakistan in the most trying and difficult period in Pakistan's history. So, I think that if the honourable Leader of the House has no objection, it will just take one minute to suspend the rules and to pass a resolution because there appears to be no problem even on the wording of the resolution. We are very happy to accept what the honourable Leader of the House has said to be a consensus statement.

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Sir, I think it should be a consensus statement or a sense of the House statement but for a resolution to be moved ..number one, it has to be made in the appropriate manner. Notice has to be given. The office has to examine whether it is in accordance with the rules and also, I think, if I am not mistaken, resolution has something to do with the functioning of the federal government. We are appreciating a ruling of the International Court of Justice. We are condemning the refusal of the Israel to recognize that ruling.

Senator Mian Raza Rabbani: Alright sir. Let's take the sense

of the House.

Mr. Acting Chairman: Raza Sahib, sense of the House is that it is an excellent statement that you have made and I think, it will have far reaching effects. Am I right?

Senator Wasim Sajjad (Leader of the office): Yes.

(Thumping of desk)

Mr. Acting Chairman: Anybody from this side for last point of order because then we have got to go with the business.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Point of order.

Mr. Acting Chairman: No, at this stage we shall never be able to finish this business, gentlemen and this is your business. It is almost 40 percent, Mr. Farhat Ullah to start with. Yes one.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Sir, my point of order relates to.....

Mr. Acting Chairman: I have not asked you to speak as yet.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Sir, my mike is on sir, you have already allowed me to speak.

Mr. Acting Chairman: No, mike you have switched on. I did not switch it on. Just a minute. I will not allow you because he is much before you. Yes, Baig, very brief.

RE: NEED FOR APPOINTMENT OF A NEW LABOUR MINISTER.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, the year ending 2003-2004 until May 30th 570 people had committed suicide in Pakistan for economic reasons and in the last 1-1/2 month another 15 people have killed themselves because of economic reasons. The day before yesterday in Lahore at Minar-e-Pakistan a young labourer jumped of the Minar-e-Pakistan. Sir, on one hand the government is maintaining economic growth and their foreign exchange reserves but unfortunately in the last 6 months.....

Mr. Acting Chairman: What is the point?

Senator Muhammad Enver Baig: In the last 6 months there has been no Minister for Labour and Manpower to address the problems of the labour community who are committing economic suicides in this country. Sir, eversince the death of Mr. Laleka in February, the Jamali government did not have a Labour Minister and even today the Shujaat Hussain government do not have a Labour Minister. The point is they should take the matter seriously. The treasury benches have to appoint a Labour and Overseas Minister, remittances to Pakistan are coming to the tune of 4 billion dollars and there is absolutely no Minister.

Mr. Acting Chairman: Yes, Ghori, you want to answer that.

سینیٹر بابر خان غوری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ابھی معزز رکن نے جو point اٹھایا ہے، پہلے تو ان کے knowledge میں یہ ہونا چاہیے کہ اگر کوئی portfolio کسی وزیر

صاحب کے پاس نہیں ہوتا تو وہ Prime Minister portfolio کے پاس ہوتا ہے۔ وہ اس شعبے کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ایک Federal Minister تھے جیسا کہ آپ کے علم ہے کہ لالیکا صاحب کا انتقال ہوا اور اس کے بعد سے یہ seat خالی ہے لیکن Prime Minister صاحب اس کو دیکھ رہے تھے۔ جب جمالی صاحب تھے انہوں نے بھی اس معاملے کو دیکھا۔ شجاعت صاحب نے بھی آتے ہی سب سے پہلے--- Labour کے حوالے سے گورنمنٹ بالکل serious ہے، ان کے معاملات کو دیکھ رہی ہے اور ان کے علم میں آنا چاہیے کہ موجودہ گورنمنٹ کا focus یہی ہے کہ جتنے زیادہ کارخانے لگیں گے، جتنا زیادہ کاروبار بڑھے گا، اتنا زیادہ روزگار ملے گا۔ آج معیشت مضبوط ہو رہی ہے۔ خزانے خالی نہیں ہو رہے۔ خزانے لوٹے نہیں جا رہے۔ خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ میری معزز سینیٹر سے گزارش ہے کہ اس کو سیاسی رنگ نہ دیں۔ حکومت جو اچھے کام کر رہی ہے اس کو appreciate کریں اور کوئی بھی خودکشی کا واقعہ ہوتا ہے، وہ افسوسناک ہوتا ہے۔ اس کو حکومت سنجیدگی سے لے رہی ہے اور دیکھ رہی ہے کہ وہ کس وجہ سے ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں! خودکشی کرنے کی اور بھی بڑی reasons ہوتی ہیں، اس میں محبت بھی ہوتی ہے۔ چلیں، ارشاد فرمائیں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد انور بیگ: لوگ خودکشی کر رہے ہیں اور اس کا نوٹس نہیں لیا جا رہا ہے۔

Mr. Acting Chairman: It will be taken very seriously.

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Please sit down. It is a Point of Order. It is not a discussion. I have got your point and we all have got it. Khawaja Sahib.

RE: MEMBERSHIP OF SENATE STANDING COMMITTEES.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! last week یا اس سے

بھی پہلے چیئرمین سومرو صاحب نے ایک decision لیا تھا کہ Rules of Procedure کو follow کیا جائے گا جو Standing Committees کو relate کرتے ہیں۔ کچھ members ابھی تک چار چار Standing Committees کے member ہیں اور اپوزیشن کے کئی لوگ صرف دو committees کے member ہیں۔ آپ kindly ذرا اس کا نوٹس لیں اور دوسری بات یہ ہے کہ 16 مہینے ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک Leader of the Opposition کا فیصلہ نہیں ہوا ۔ اس میں دیر کیا ہے؟ آپ ذرا اس پر غور کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وسیم سجاد صاحب ، یہ دونوں issues آپ سے concern رکھتے ہیں۔

Senator Wasim Sajjad (Leader of the office): As far as the question of the Leader of the Opposition is concerned, it is a question with the Chairman Senate. He has to decide and I am sure that he is looking into the matter and whenever he will come, I am sure that he will take a decision.

As far as the question of Standing Committees is concerned, I think they have already been elected according to the rules as they exist. They have been elected by the House. This House has elected them and I do not think that it is appropriate that the House should be condemned whatever the House has done. So whatever has been done is according to the Rules of the House and if any change is required, we are looking into that. There are certain suggestions which have been made. I assure them, we are looking into that.

(interrruption)

سینیٹر الیاس احمد بلور : اتنی دیر ہو گئی ہے اور ابھی تک Leader of the Opposition کا فیصلہ نہیں ہو سکا ہے۔

Mr. Acting Chairman: What is actually the hitch in getting elected the Leader of the Opposition.? What is the hitch?

Senator Wasim Sajjad (Leader of the office): Sir, I do not know about this. I do not appoint the Leader of the opposition. It is the Chairman Senate who does that and the Chairman Senate, I am sure when he comes....

(interruption)

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, you should take bold decision.

Mr. Acting Chairman: How bold can we get? Alright, let me think about my boldness in my Chamber. Let me ponder my boldness in my Chamber and then I come back to you.

سینیٹر الیاس احمد بلور :جناب والا! میری بات سنیں۔

Mr. Acting Chairman: You have made a point. Thank you.

اب آپ بیٹھ جائیں۔

RE: FILLING-UP OF 350 POSTS IN BALOCHISTAN.

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی : گزارش یہ کرنی ہے کہ تین مہینے پہلے پاکستان پوسٹ آفس نے اخبارات میں پورے پاکستان کے لیے posts کا اشتہار دیا تھا۔ بلوچستان میں کوئی 350 تھیں ۔ نصیر آباد ڈویثرن یا سبی ڈویثرن کے لیے 28 posts تھیں ۔ میں بذات خود بھی اس سلسلے میں P.M.G سے ملا ہوں اور D.G سے بات ہوئی ہے ۔ وزیر صاحب کی موجودگی میں، میں یہ بات کر رہا ہوں کہ interviews وغیرہ کا سارا process ہوا ہے اور انہوں نے وعدہ

کیا کہ ہم لوگ آپ کے بندے بھی لگائیں گے لیکن انہوں نے سارے بندے جو interview میں شامل نہیں تھے ، بڑا گھپلا کر کے ان کو لگایا ۔ ساڑھے تین سو آسامیاں بلوچستان میں ایسے بھری گئی ہیں ۔ وزیر صاحب موجود ہیں، میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ مہربانی کریں اور اس کی وضاحت کریں یا کمیٹی بنائیں ۔ جناب عالی! آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ دو تین چار کا ڈاکہ تو ہم سنتے تھے ۔ ساڑھے تین سو کا ڈاکہ پڑ گیا ہے۔

Mr . Acting Chairman: Thank you You are one from opposition who can silence the opposition.

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی : وزیر صاحب موجود ہیں وہ وضاحت کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : ویسے اس کی ضرورت ہے۔ Minister Sahib, You have to respond it.

سینیٹر بابر خان غوری : جو point انہوں نے اٹھایا ہے یہ clear ہونا چاہیئے ۔ میرے معزز سینیٹر نے جو بات اٹھائی ہے کہ بلوچستان کے اندر پوسٹ آفس کی 350 آسامیوں کے اندر گھپلا ہوا ہے اگر ایسی کوئی بات ہے تو اس کی انکوائری ہونی چاہیے ۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ کوئی بھی procedure ہو ، وہ شفاف ہونا چاہیئے، چاہے local لوگوں کا ہو۔ اگر وہاں پر کوئی غلط کام ہوا ہے ، کوئی چیز ہوئی ہے تو میں خود اس کی انکوائری کروں گا۔ انہوں نے آج جو پوائنٹ اٹھایا ہے۔ یہ خود میرے پاس آئیں اور ہم check کریں گے اور اگر کوئی گھپلا ہوا یا کچھ اور ہوا، ہم اس کا نوٹس لیں گے تاہم جو قانونی طریقہ کار ہے وہ ضرور follow کیا جائے گا۔ اس میں ہم یہ نہیں کر سکتے ہیں کہ فلاں شخص کو اس طرح سے لگائیں لیکن ہم انکوائری کریں گے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : جناب والا! Point of Order

Mr . Acting Chairman: Let us get out with the business . Now we have to put a stop.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب والا! rules کے مطابق بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ دیکھیں، کافی وقت گزر گیا ہے۔ پھر آپ ہی کہیں گے کہ ہماری چیزیں نہیں آئی ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! Rule No 163. says a Member shall not be a member of more then three standing committees at the same time. جناب چیئرمین! میں یہ نکتہ پہلے بھی اٹھا چکا ہوں اور ہماری محترم چیئرمین جناب محمد میاں سومرو---

جناب قائم مقام چیئرمین: ہماری نہیں، ہمارا۔ گڑ بڑ ہو جائے گی۔ گڑ بڑ ہو جائے گی۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: معافی چاہتا ہوں، ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی، محترم لیڈر آف دی ہاؤس بھی اس میں موجود تھے۔ ڈاکٹر اسماعیل بلیدی اور فاروق نائیک صاحب بھی موجود تھے۔ یہ بات ثابت ہوگئی کہ حکومتی بنچوں کے تین فاضل اراکین، چار، چار سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ممبر ہیں۔ رول بالکل واضح ہے، اس کے باوجود یہ بات تسلیم نہیں کی جارہی اور اس طریقے سے کہا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے آپ نے پوائنٹ بتا دیا لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے وسیم صاحب میرے خیال میں وہ تین regular committees کے ممبر ہوں اور ایک functional committee کے ہونگے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: چار سٹینڈنگ کمیٹیوں کے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب ان کو سنیں کرتا دھرتا یہ ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): جناب یہ ایسا جھگڑا نہیں ہے جو floor of the House پر لایا جائے، یہ خود فرما رہے ہیں کہ جی چیئرمین صاحب سے بات ہوئی تھی۔ چیئرمین صاحب سے یہ بات ہوئی تھی I am sure he is taking some decision and I have no doubt that he will implement that decision so, there is no point to bring such matter

before the House, if the matter have earlier been discussed.

پروفیسر محمد ابراہیم خان : جناب چیئرمین' اس کا نوٹس لیا جانا چاہیے۔ ہم اس کو پہلے بھی discuss کر چکے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ ابھی تک میرے پاس نہیں آئے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : بعض اپوزیشن اراکین ایک ایک کمیٹی کے ممبر بھی ہیں۔ آپ اگر چاہیں تو میں پوری فائل آپ کے سامنے یہاں ہاؤس میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : نہیں ہاؤس میں نہ پیش کریں آپ میرے پاس آئیں، چائے پیئیں۔

سینیٹر پری گل آغا: جناب چیئرمین' اس خاتون کے ساتھ جو ہوا ہے اس کا ابھی تک آپ نے کچھ نہیں بتایا۔ اس پر کمیٹی بنائی جائے اور کمیٹی بنا کر رپورٹ مانگی جائے۔ یہ ضروری نہیں ہے۔ اس خاتون کا ضروری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : دیکھیں دو منسٹروں نے جا کر under taking لی ہے کہ ----

سینیٹر پری گل آغا: کیا ضمانت ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : بتائیں جی آپ لوگ کیا کریں گے۔

سینیٹر پری گل آغا: اس سے ہم مطمئن نہیں ہیں' آپ اس پر کمیٹی بنائیں۔ پوری کمیٹی رپورٹ کرے کہ کیوں اس خاتون کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Wasim sahib. What do the rule say, can we form a committee on this issue.

Senator Wasim Sajjad (Leader of the office): No.

Mr. Acting Chairman : Bibi we can not do that.

جناب محمد رضا حیات ہراج (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور) : جب ہمارے

colleague نے جا کر honourable members of the press سے بات کی اور انہوں نے commitment دی on behalf of the Government and of this august House اس کے بعد please member کو confidence ہونا چاہیے۔ اب جو بھی اس میں steps لئے جائیں گے وہ جناب کے سامنے اس ایوان میں پیش کئے جائیں گے۔

Mr. Acting Chairman : Tahir Khaili sahiba you wanted to say something.

(interruption)

سینیٹر پری گل آغا: آپ منسٹر صاحب کو بتائیں کہ وہ ہمیں بتائے۔ ہمارے علم میں آنا چاہیے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے ورنہ یہ بہت بری بات ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین : پری گل صاحبہ' you made a point سن لیا ہے۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی : جناب چیئرمین! اگر آپ honourable Minister کو اس بات کا کہہ دیں کہ وہ کوئی time frame بتا دیں کہ کتنے دنوں کے اندر رپورٹ دیں گے یا پرسوں تک اپنی رپورٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی ہاں time frame دے دیں۔ پری گل صاحبہ منسٹر کو بولنے تو دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین! ایک منٹ منسٹر صاحب بعد میں بولیں کہ جو فاضل ممبر بات کر رہی ہیں وہ بڑی درست بات کر رہی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : ہم نے تو نہیں کہا کہ درست نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : یہاں پر بات کی جا رہی ہے کہ منسٹر نے commitment دی اور منسٹر اس commitment کو honour کرے گا اور ہاؤس میں آ کر بتائے گا۔ یہاں پر بدقسمتی سے ہاؤس assurance committee کام ہی نہیں کر رہی ورنہ اس کے پاس اتنا لمبا پلندہ ہو کہ جو منسٹرز نے یہاں پر آکر assurances دیئے۔ عبداللہ مراد کے مسئلے پر assurance دی' اس پر کچھ نہیں ہوا۔ اس سے پہلے وانا پر شیر پاؤ صاحب نے assurance

دی، اس پر کچھ نہیں ہوا۔ سہروردی کے اوپر assurance دی، اس کے اوپر کچھ نہیں ہوا۔ جناب آپ ایک ہاؤس کی کمیٹی کیوں نہیں بنا دیتے۔

جناب قائم مقائم چیئرمین: آپ ٹھہریں،

let the Minister respond please.

جناب محمد رضا حیات ہراج (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): Sir, میری گزارش یہ ہے کہ Senator صاحب نے جو بھی کہا ہے، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سب baseless allegations ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Raza, Raza I had...

آپ دونوں رضا ہیں، دیکھیئے۔۔۔

جناب محمد رضا حیات ہراج (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): جناب! میں نے برداشت سے نہیں سنا، ان میں سننے کی برداشت نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہ کیا بات کر رہے ہیں، یہاں پر کونسی assurance کی report آئی ہے۔ کون سے minister نے یہاں پر House میں بات بتائی ہے۔

Mr. Acting Chairman: Raza, can you just sit down for five minutes.

Minister صاحب میں نے آپ کو کہا تھا

please, clarify what action you are wanting to take, what rule can you take? No, please no, no way, you had to say specifically.

جناب محمد رضا حیات ہراج (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): جناب! اس طرح یہ آپ کو dictate کرواتے ہیں I am very specific.

Mr. Acting Chairman: You are not being specific, I want to be specific and tell and satisfy the member as to what action are you going to

take. No, you leave, they decide, please leave that.

دیکھیں دو رضا ہیں

let us have some patience, get on with the tangle issue at hand as she wants assurances, as to what are you going to do, give the assurances.

جناب محمد رضا حیات ہراج (وزیرمملکت برائے پارلیمانی امور): جناب! میری

پھر وہی submission ہے' exactly sir, you see, they don't have the patience.

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Why you get impatient Raza Rabbani. Please, sit down, please sit down, Raza Hiraj.

Mr. Muhammad Raza Hayat Hiraj (Minsterof state for Parliamentary Affairs): Yes, sir.

Mr. Acting Chairman: Can you stay within the bounds and make statement without getting flared up please, no, just say the point totally that excited, don't get needled, let them say, please show patience for abeyance, sagacity, please.

جناب محمد رضا حیات ہراج (وزیرمملکت برائے پارلیمانی امور): جناب! میری
گزارش یہ ہے کہ ایک ہمارے honourable Cabinet colleague ہیں' انہوں نے ہمارے بھائی' ہمارے دوست جو journalists ہیں' ان کو onbehalf of the Government ایک! commitment دی ہے کہ Sir, FIR will be registered جب FIR register ہو گی' اس کا ایک criminal procedure ہے ایک investigation ہو گی۔ اگر اس پر ان کو concern ہو گا' they will be in touch with us ہم سے رابطہ کریں گے' اگر یہ satisfied نہیں ہوں گے لیکن اس کے procedures ہیں' laws ہیں' time frame ہے۔ How can I commit to

the House کہ میں دو دنوں میں بندے کو guilty قرار دے دوں گا' I cannot do so sir لیکن yes I assure this august House, one thing.

(interruption)

Mr. Acting Chairman: How great, thank you. This matter is closed, no...

آپ assurance دے دیں کہ FIR register ہو گی۔

Mr. Muhammad Raza Hayat Hiraj (Minsterof state for Parliamentary Affairs):: Sir, one of my colleague is giving assurance, how can I defy that.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: Alright, O.K.

بھائی آج ہی کرے گا he will do something about that. This is no time, he will go now. He certainly will do it, he will do it. Please sit down. Item No. 88.

No more discussions. Please, sit down. ہاں بھنڈر صاحب فرمائیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں بھنڈر صاحب فرمائیں۔ Please, sit down, you want this House to run, sit down, بیٹھ جائیں۔ ہاں بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب رضا ربانی صاحب نے Assurances Committee کے متعلق ارشادات فرمائے ہیں، میں بحیثیت Chairman Assurances Committee جناب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہم نے ایک meeting کی جس میں 4 items لئے ہیں، دوسری meeting ہم نے کرنی تھی لیکن اس کے دوران Session آ گیا اور وہ meeting ہم نہیں کر سکے۔ جہاں تک تمام proceedings کا تعلق ہے، ہم تمام proceeding کو maticulously follow کرتے ہیں اور اس میں جو

آئی ہیں، ان میں اس وقت 31 items ہیں جو کہ ہمارے ایجنڈے پر ہیں۔ ہم ایک assurances meeting میں 31 items نہیں لے سکتے، ہم ان items کو one by one لے رہے ہیں۔ سب سے پہلے افغانستان کا issue تھا، جناب اسفند یار ولی تشریف لائے تھے، ان کا issue تھا، اس issue کو attend کیا گیا۔ دوسرا Defence کا تھا کہ Defence میں جو compensation دینی ہے، وہ compensation کیوں نہیں دی گئی، اس کے متعلق 30 جون کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے بھنڈر صاحب۔ شکریہ۔

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: I have to make a statement. No, sit down.

please، آپ بیٹھ جائیں۔ Can I have your attention please? دیکھیں جی آپ کو دو منسٹروں نے assurance دی ہے۔ Babar sahib, I am clearing it, I am to clear it, no more question. دونوں منسٹروں نے assurance دی ہے if this assurance is not honoured, we shall refer it to Assurances Committee. بس no more. Could you honour it?

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: It has to go to the Assurances Committee.

پہلی بات، دوسری بات ابھی بھنڈر صاحب نے خود کہا ہے کہ 31 میں سے وہ ابھی تک صرف 4 assurances take up کر سکے ہیں۔ یہ assurance No. 32 ہو گی، اس کی باری تو کہیں اگلے سال جا کر آئے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں دیکھیں prior to that.....

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! آپ مجھے یہ بتائیں FIR register کرنے میں کتنی

دیر لگتی ہے؟

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, time bound compliance.

پرسوں سیشن میں آ کر confirm کر سکتے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: Now, we can take that on priority basis. We will take it on priority basis.

(interruption)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! وقت سے پہلے یہ decision لینا مناسب نہیں ہو گا، پرسوں کا انتظار کرلیں، پرسوں آپ کے پاس FIR آئے گی، ساری تفصیل آ جائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بابر صاحب بولیں۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب چیئرمین! میں اپنے معزز ایوان کے تمام colleagues کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ------

سینیٹر پری گل آغا: ایک منٹ بابر صاحب! میری بات سنیں۔ پرسوں سینیٹ کا اجلاس ہو گا، آپ سینیٹ میں پیش کریں، بس دوسری بات نہیں ہے، ختم۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر بابر خان غوری: جناب! اس ہاؤس کے تمام معزز colleagues کو بتانا ہوں کہ ہم نے اپنے صحافی بھائیوں سے بات کی ہے اور اس واقعہ کی ہم نے مذمت کی ہے کہ یہ بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس کو تھوڑا serious لیا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ وہ ہماری بہن ہے، بیٹی ہے جس کے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے، اس لحاظ سے اس پر سوچا جائے۔ یہ political مسئلہ نہیں ہے، یہ ایک عام شہری کا بھی حق ہوتا ہے کہ اس کی FIR کٹنی چاہیے، وہ کوئی بھی ہو، چاہے وہ صحافی ہو یا نہ ہو۔ ایک عام پاکستانی شہری کا یہ right ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا ہے تو اس کی FIR کٹنی چاہیے۔ ہم نے یہ assurance دی ہے اور جب میں اس ہاؤس میں آیا ہوں تو میں نے فوری طور پر appointment لی ہے اور صبح

ساڑھے دس بجے Prime Minister صاحب سے بھی میری appointment طے ہو گئی ہے۔ جب میں نے کہا ہے تو اس مسئلے کو اٹھائیں گے، آپ نے مجھے represent کیا تھا، آپ نے مجھے بھیجا تھا on behalf of government اور یہ ہاؤس کی طرف سے assurance دی گئی ہے۔ FIR کٹے گی، کیوں نہیں کٹے گی۔ Next sitting میں آپ کے سامنے تمام picture آ جائے گی۔ شکریہ۔

(Thumping of desks)

Mr. Acting Chairman: Now the next two items. Next two items are Adjournment Motions and they are concerned with the Interior Minister and I am afraid that he is not here. So, we have to defer these. Now, we are going to Commenced Motion, item No. 2. Item No. 2 stands in the name of Mr. Muhammad Akram moved on 22nd December, 2003. For discussing the Performance of the National Highways Authority with particular reference to the construction of Pindi Bhattian-Faisalabad Motorway. Mr. Akram is not here. Item No. 3 stands in the name of Mr. Babar Khan Ghori. He wants to take it up?

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! Commenced Motions تو defer نہیں ہوسکتیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے نہیں کہا ہے کہ یہ defer ہوئیں۔ I am not defering it, he is not present.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! یہ Commenced Motions ہیں، اگر وہ حاضر نہیں ہیں تو پھر اس پر discussion ختم ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں جناب! دیکھیں Has anybody spoken on this. Because there is no record here.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: اس پر غور کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں اور اس کو ختم کریں' اسے pending نہ رکھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔

Item No. 3 stands in the name of Mr. Babar Khan Ghori moved on 22nd December, 2003 regarding discussion on the overall performance of Pakistan Public Works Department. You being a Minister.....

سینیٹر بابر خان غوری: جناب یہ کل already withdraw کر لیا تھا' یہ ہاؤس کی property ہے' تو آپ ہاؤس سے sense لے کر اسے withdraw کریں۔

Mr. Acting Chairman: He wishes to withdraw. Allowed?

(The House allowed to withdraw)

DISCUSSION ON MOTION MOVED ON 19TH JAN,2004

RE: PRIVATIZATION POLICY OF THE GOVERNMENT.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Item No. 4 stands in the name of Prof. Khurshid Ahmed, moved on 19th January, 2004 regarding the discussion on the Privatization Policy of the Government with particular reference to the Banking Sector.

Senator Muhammad Ishaq Dar: On his behalf sir.

Mr. Acting Chairman: O.K. On his behalf. Yes Dar sahib.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, thank you so much. As Prof. Khurshid who is the mover is not in the country. Sir, in this very House, this was requested that the privatization process should be

in the most transparent manner. This House, in fact had requested at certain occasions, given certain suggestions and if I am not wrong, the record will support me because the mover had talked for this with particular reference to the Banking Sector. Sir, it was the Habib Bank Ltd., on the day when its bids were to be submitted, in this House many honourable Senators spoke on that issue. They requested the Government that the valuation of the Bank must be taken in the due process. Sir, there are three basic fundamental valuation process. I am sure the honourable Minister would try to defend; based on its professional valuation. But there are three thumb rules. Sir, the price earning ratio, the Balance Sheet assets and sir, normally it was assessed that the Habib Bank was three times bigger than UBL. Sir, these are three different parameters which a common finance man would understand that its value should have been something like 36 billion for 51 percent which would mean that the price should have been 600 million dollars roughly for the 51 percent the Government was disinvesting.

Sir, luckily it was not before the bidding process even had taken place, it was on the day of bidding process and it was requested in this House that if the Government is going to accept any bid less than 500 million dollars, it should consult the Opposition who can assist them and they can certainly fetch much more. Unfortunately sir, the House was prorogued and within 48 hours the letter of intent was given for around 390 million dollars approximately which sir, meant 210 million dollars loss to the exchequer i.e. Rs. 12 billion.

Sir, the proposal of the Opposition was that. For heaven's sake if there is a proposal, I mean, we have seen a number of items like Euro bonds. It was suggested that please it should not be, you know, launched at 6.8 percent when the interest rate on dollar was only 0.9 percent and we had reduced on rupee scheme for the pensioners, for the senior citizens from16 to 18 percent to almost 7.8 percent. Sir, there has to be a balance and it was again suggestion and obviously does not relate to the privatization. Euro bonds again were issued, the bonds at around 6.8 percent and the market rate was something like maximum 4 and 4.5 percent.

Mr. Acting Chairman: Can we have some order?

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, I would urge the Government to consider this in the future process, still they have to disinvest 49 percent of various banks. They still have to disinvest National Bank of Pakistan, they may be disinvesting more institutions. And with this reference since previously the CIRC was dealing with the various non performing loans and they were purchasing from Govt's banks in order to clean up the Balance Sheet. They were dealing previously with the institutions in which the Federal Government held 85 percent. Sir, I think that the Government benches are aware that the proposal was that it should be extended to the private sector banks too and all the financial institutions. Sir, that was not the right criterion, reason being that the original idea was that if the state enterprises on both ways

and they are handed over at a cheap price then still the CIRC would handle it and if there is any gain or loss, is the same thing to clean the Balance Sheet. I am grateful to those members who supported us and we are now to use its 49% which means the UBL, the ABL and the National Bank would be included and CIRC can handle with those institutions.

So sir, through your good office, I will request the honourable Minister that they must not repeat HBL process. It was non-transparent process. No matter what they say. The country has suffered a loss of 210 million dollars. From any stretch of imagination, it is a very huge amount for a country like us to waste. Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Anybody else who would like to speak. Yes, Hidayatullah Sahib.

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ اس کے متعلق جناب اسحاق ڈار صاحب نے تفصیل سے بات چیت کر لی ہے۔ میں صرف وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا نجکاری کے مسئلے میں صرف آغا خان فاؤنڈیشن ہی تمام ملک کے اثاثہ جات کو خرید رہی ہے اور کیا وہی ایک ایسا ادارہ ہے جس پر ہماری حکومت اعتماد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے کہ جو وہاں اپنے share پیش کرے یا حصص خریدے اور حکومت بتائے کہ اس کی وجہ اور علت کیا ہے؟ جس طریقے سے ابھی حبیب بنک کا سودا ہوا ہے' آغا خان کمپنی نے اس میں سے اکثر حصہ خرید لیا ہے۔ اس کے بارے میں میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب یہ بتا سکیں گے کہ دوسری کمپنیاں جو اپنا حصہ پیش کرتی ہیں یا نیلامی میں حصہ لیتی ہیں تو کیا وہ اس قابل نہیں ہیں یا صرف پاکستان میں آغا خان فاؤنڈیشن یا آغا خان کمپنی ہی ایسی ہے جو اس کی حق دار ہے؟

Mr. Acting Chairman: Thank you, anybody else. Liaqat Sahib.

Liaqat Sahib.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ بڑی دیر کی مہربان آتے آتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آ تو گئے ناں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جی ہاں۔ حالانکہ سب سے پہلا بندہ میں تھا جس نے Point of Order پر بولنا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حضرت آدم نے بھی یہی کہا تھا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: لیکن آپ نے مجھے وقت نہیں دیا۔ میں اسی banking کے حوالے سے بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: فرمائیے، فرمائیے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: سینیٹ میں حکومت کی نجکاری پالیسی کے حوالے سے ہمارے فاضل وزیر صاحبان اکثر و بیشتر اس بارے میں ہمیں اعداد و شمار بتاتے رہتے ہیں لیکن جناب چیئرمین صاحب! اعداد و شمار تو ایک ایسا گورکھ دھندہ ہے جس میں سوائے کھیلوں اور لفظوں کے ہیر پھیر سے ہمارے سامنے کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا اور ہمیں اس پر اس ایوان میں کوئی feed back بھی نہیں دیا گیا جبکہ یہ نجکاری کمیشن کا ایک اصول بھی ہے کہ جب وہ کسی بھی بینک کو نجکاری کی پالیسی کے تحت اس کی privatization کرنا چاہتا ہے یا اس کو نیلام کرنا چاہتا ہے تو وہ اس بارے میں مکمل طور پر اس ہاؤس کو اعتماد میں لیتے ہوئے ملک اور قوم کی بھلائی اور بہتری کے لیے کوئی بھی قدم اٹھانا چاہیے تو ہم انشاء اللہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہوں گے۔ اگر وہ ایک قدم آگے آئے گا تو ہم انشاء اللہ چار قدم آگے جائیں گے۔ ہمیں بھی یہ ملک اتنا عزیز ہے جتنا ہمارے Treasury benches والوں کو عزیز ہے۔ ان کی جو پالیسیاں مفید ہیں ہم انشاء اللہ ان کی حمایت کرتے رہیں گے لیکن کم از کم ہمیں بھی اعتماد میں لیا جائے۔ جیسے کہ اس سے پہلے بھی میں نے عرض کیا تھا کہ یہاں پر ہمارے ایسے departments ہیں کہ جہاں ہمارے فاضل وزراء نے اپوزیشن کو کبھی بھی اعتماد میں لینے کی تکلیف گوارہ نہیں کی۔ میں نے آپ کی

خدمت میں پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس میں خارجہ پالیسی ہے، اس میں داخلہ پالیسی ہے اس میں Privatization کی پالیسیاں ہیں، اس میں Information and Broadcasting کے حوالے سے پالیسیاں ہیں، ان کے بارے میں پالیسیاں بناتے وقت ہمیں بھی اعتماد میں لیں۔ ہمارا استحقاق بھی بنتا ہے۔

اب جیسا کہ مولانا صاحب اور اسحاق ڈار صاحب نے بھی فرمایا حبیب بنک کے حوالے سے یا جو بھی ادارہ کسی بھی حوالے سے اس ملک کے لیے مفید ہے اس کی ہی نجکاری کر رہے ہیں اور جو ہمارے ادارے خسارے میں ہیں ان کو ہم ایک حوالے سے protection دے رہے ہیں۔ یہ پالیسی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ میں جناب فاضل وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ کم ازکم اس پالیسی پر ہمیں اعتماد میں لیں کہ جو ادارے فائدے میں جا رہے ہیں ان کو تو privatize نہ کریں اور جو نقصان میں ہیں ان کی نجکاری کردیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بخاری صاحب۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری: جناب والا! میں لیاقت بنگزئی صاحب کی بات کو endorse کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ جو قومی ادارے ہیں ان کی جب بھی privatization ہو یا انہیں کسی بھی گروپ کو اگر فروخت کرنا ہو تو ہمارا موقف یہ ہے کہ بڑے معمولی قسم کے معاملات سے لے کر top level کے معاملات تک کو اس پارلیمنٹ کے اندر لانا چاہیے یہ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ ان کے سامنے تمام قومی امور کو لانا چاہیے تاکہ ان پر discussion ہو اور قومی اثاثوں کی اچھی سے اچھی صورت میں کسی دوسرے ہاتھ میں سپردگی ہو سکے اور قومی خزانے میں جو رقم بھی شامل ہو اس میں اگر تمام لوگوں کی رائے شامل ہوگی تو جو speculations اور الزامات کا ایک سلسلہ جو چلتا آ رہا ہے وہ بھی ختم ہوگا اور پھر حکومت کو بھی اس سے اور زیادہ encouragement ملے گی کہ وہ اس process کو اور زیادہ تیز کر سکیں اور شفاف انداز میں اس سے ملک و قوم کے لئے فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رحمت اللہ کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین۔ حکومت کی

privatization policy اور حبیب بینک کی privatization کے سلسلے میں پوری قوم شک کا اظہار کر چکی ہے گو کہ کمیشن کی طرف سے یا حکومتی بنچز کی طرف سے بارہا اس کی وضاحت ہو چکی ہے لیکن فیصلہ یہ ہونا چاہیے کہ چند افراد عقل کل ہیں یا اس ملک کے چودہ کروڑ کی منتخب شدہ پارلیمنٹ بالاتر ہے۔ اگر افراد بالاتر ہیں تو پھر صحیح فیصلہ ہوا ہے اور اگر پارلیمنٹ بالاتر ہے تو کیا اس ملک کا irrepairable loss نہیں ہوا اور اس کو کس interest سے بیچا گیا ہے۔ دبے لفظوں میں یا عام حالات میں لوگ کہہ رہے ہیں لیکن شاید ان کی رسائی اس تک نہیں ہے۔ اب جو privatization کا عمل شروع کرنے جا رہے ہیں۔ اس کے بارے میں پہلے تو ان کے جتنے immovable assets ہیں ان کی open market سے evaluation کرائی جائے۔ سرکاری اعداد و شمار مختلف ہوتے ہیں اور open market میں ان کی قیمت کچھ اور ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر حبیب بینک کی آئی آئی چندریگر روڈ پر بیس، بائیس منزلہ عمارت ہے میرا خیال ہے کہ جتنے میں بینک بیچا گیا ہے صرف اس عمارت کی قیمت location کے اور جسامت کے لحاظ سے پورے بینک کی قیمت کے برابر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ان اداروں کی privatization کی بات ہوگی تو ان کے نفع نقصان کا حساب پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے۔ اگر یہ ادارے واقعی نقصان میں چل رہے ہیں تو پھر بھی پارلیمنٹ سے رائے لی جائے کہ اب کیا کیا جائے لیکن فیصلے پہلے ہوتے ہیں اور بعد میں ان کی کاغذی توثیق کے لئے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ فلیٹیز ہوٹل جو ابھی حال ہی میں ایک ارب تیس کروڑ میں auction ہوا ہے یا بیچا گیا ہے ہمارے دوست بتائیں گے کہ یہ جتنے میں بھی بیچا گیا ہے اس location میں صرف اس پلاٹ کی قیمت شاید اس سے تین گنا زیادہ ہو، میری یہ گزارش ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب رضا محمد رضا۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! جب بھی privatization کی بات ہوتی ہے تو ذہن میں یہ تصور آتا ہے کہ یہ ہمارے ملک کے اثاثہ جات ہیں، اس کے ادارے ہیں، اس کی زمین ہے، اس کی معدنیات ہے۔ یہ ریلوے ہے، پی ٹی سی ایل ہے، واپڈا ہے ان سب کو

ملا کر ہمیں ناز اور فخر ہوتا ہے کہ ہمارا بڑا ترقی یافتہ اور خوشحال ملک ہے اور بڑی دولت والا ملک ہے لیکن اب ہم نے جو سلسلہ چلایا ہے یکے بعد دیگرے ہم اپنے بنیادی اثاثوں کو privatize کرنے جا رہے ہیں ۔ جناب چیئرمین! آپ تصور کریں کہ پی ٹی سی ایل ایک ایسا ادارہ تھا جس کے ذریعے ہم اس ملک کی غربت کو کم کر سکتے تھے۔ کسی کو کوئی روزگار دلا سکتے تھے۔ اس ملک کو دولت دینے کا یہ ایک منافع بخش ذریعہ تھا وہ ہم نے پتا نہیں کس دام میں فروخت کیا۔ اب پی ٹی سی ایل سے تمام کمائی بیرون ملک جا رہی ہے ۔ ہمارے ملک سے بیرونی سرمایہ دار کما رہے ہیں اور ہم تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ پی آئی اے ایک ایسا ادارہ تھا جو انتہائی منافع بخش ثابت ہو سکتا تھا اور ہم نے اس کو مزید ترقی دینی تھی، ہم نے اس کو فروخت کیا۔ اب ریلوے کو فروخت کرنے جا رہے ہیں ٹرانسپورٹ کا تو ہم نے پہلے سے ستیاناس کر دیا ہے ، واپڈا ہم نے فروخت کیا ہے ۔ بینکنگ کو ہم نے فروخت کیا ہے۔ اب خطرہ جناب یہ ہے کہ ہمیں ورثے میں ایک ایسا وزیر اعظم مل رہا ہے ، مجھے تو یہ خدشہ ہے کہ وہ اس پارلیمنٹ کو بھی بیچ دے گا ۔ پرائیویٹائیز کرے گا۔ وزیر اعظم ہاؤس بیچ دے گا------

Mr. Acting Chairman: Stop these remarks.

سینیٹر رضا محمد رضا: نہیں جناب : وہ فخر سے کہتا ہے کہ ہم نے سب کچھ پرائیویٹائیز کرنا ہے ----

جناب قائم مقام چیئرمین: پٹڑی پر رہو ۔

سینیٹر رضا محمد رضا: نہیں جناب پٹڑی یہ ہے کہ شوکت عزیز صاحب کو آپ وزیر اعظم بنا رہے ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جس نے پانچ سال کے دوران پورے ملک کو فروخت کیا ہے ۔ یہ تمام ادارے جن پر ہم بات کر رہے ہیں یہ ہم کس طرف --------

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا خان ! issue جو ہے وہ Privatization ہے ۔ اسی پر رہیں ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میں اس طرح نہیں سنوں گا۔ آپ غلط بات نہ کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب! ہم اس پالیسی کی مذمت کرتے ہیں۔ privatization کو بالکل stop کیا جائے۔ ہم نے تعلیم، صحت پرائیویٹائیز کی ہے اب ہم ریلوے کو پرائیویٹائیز کرنے جا رہے ہیں۔ ہم نے تہیہ کیا ہے کہ کوئی نہ چھوڑیں گے۔ کونسی چیز رہ گئی ہے سوائے اس پارلیمنٹ کے۔ زمینیں تو ہم نے ساری بیچ دی ہیں۔ یہ اب اس سسٹم پر آ رہے ہیں۔ اب ہم ٹرانسپورٹ پر آ رہے ہیں جو آج کے ایجنڈے پر ہے۔ اب جناب ہمارے پاس بچا کیا ہے کہ اس کو ترقی دے کر ہم اپنے کروڑوں غریب عوام کے مسائل حل کریں گے۔ یہ تو ایسے منافع بخش ادارے تھے جن کو ترقی دے کر ہم نے اس ملک کے غریبوں کی غربت کم کرنی تھی۔ ہم نے روزگار فراہم کرنا تھا۔ ہمارے آنے والے وزیر اعظم نے ابھی سے اعلان کیا ہے کہ روزگار دینا پرائیویٹ سیکٹر کا کام ہے۔ جب یہ ہمارا حشر ہوگا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس پارلیمنٹ سے ہم فارغ ہو جائیں گے۔ وزیر اعظم ہاؤس سے ہم فارغ ہو جائیں گے۔ مہربانی کر کے پرائیویٹائیزیشن کا کام مزید روک دیا جائے اور آئندہ کوئی بھی پبلک اثاثہ فروخت نہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ اکبر خواجہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: شکریہ جناب چیئرمین! بینکنگ سیکٹر ایک important sector ہے۔ وزیر موصوف اگر اس کی وضاحت کر دیں کہ دوسرے جو سیکٹرز کی نسبت جو بھی privatization schedule ہے، اگر کوئی mile stone determined ہیں تو یہ بہتر ہوگا کہ وہ ہمارے ساتھ share کریں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کھوسہ صاحب۔

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Thank you Mr. Chairman, I believe that we are discussing a very important issue which relates to the privatization policy of the government and with special reference to the banking sector. Sir, undoubtedly what Pakistan

needs is to have it's sick industrial units or those units which are not productive, which are going down the drain, which are causing a loss, which are burdensome and cumbersome to the polity as such, I think those are the units which the government should have privatized and sell them of, so that they are either purchased by entrepreneur who can render support to it, make it functional so that the production increases and employment avenues are created by the government. But unfortunately, over the past years what we have seen that those lucrative plants are sold which are otherwise productive, which are otherwise functional, which are otherwise productive for the exchequer and selective type of people are inducted to purchase those, or we may say that they are only willing to purchase those projects. Well, if those projects which are of national essence, which are contributing to the economy and the polity of the country, I think, they should be preserved and saved and they should be rather projected instead of those plants and those units which are at a loss, which are dead units, sick units as you call them. I think they are the units which should be on priority of the government for sale purpose.

Sir, Muslim Commercial Bank was, as we saw, it relates to the banking sector, that was also given away in a manner that literally it was doled of to a particular party. Again now we have Habib Bank which, as is being said and refers being projected, unfortunately, we don't have the mover of the motion, who at the very first juncture, have given the staggering figures that this was doled away literally and it was a national loss which has been on occasion and unfortunately there is no inquiry, no

report, the House has not been taken into confidence and why it was sold of for such a paltry amount. Such a big gigantic Habib Bank which has so many, 140, branches all over the globe and the very one building in Karachi itself is so expensive and lavish that it could have covered the old thing. So, my submission, sir, would be that the Government must, of course, minimal governance is certainly most welcome. The state cannot and should not take upon itself the task of becoming a commercial entity. It has to be privatised. There is no dispute, there is no cavil about that because without privatization the incentives don't follow and the state should not take upon itself the whole task of governance of everything. Minimal governance is the best form of governance. There is no cavil about it but what I would suggest is, sir, that those sick units, those units which are not productive, they should be on the priority list and at least the transparency should be such that this House or the state itself should know and the people should know what exactly has happened and why this has been sold of for such a paltry amount or at least the people of Pakistan deserve to know that how and why Habib Bank and likewise Muslim Commercial Bank, they have been sold away for such paltry amount and what we see about the workers, sir, about the labourers, about the employees.

Sir, I would also draw your attention to another aspect of this matter that whenever we have privatised certain institutions, like we have the cement industry, we have so many others, I have come across, as a lawyer also, people are flocked because unfortunately, the workers, there

was nobody to look after their interests. When we are talking of state entrepreneur creating jobs and on the other hand when we privatise the jobs, their families are disrupted, they are rooted out.

Mr. Acting Chairman: Khosa sahib, we are running out of time.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Yes, sir. So, I would suggest that whenever such a policy is evolved, the Government must see that the interest of the working class is preserved, number one. Number two, transparency is maintained to such an extent that the people of Pakistan have no doubt and reservation that it has gone for the welfare of the people and for the country. Thank you very much, Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Javed Ashraf Qazi sahib.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Mr. Chairman, I am surprised to hear certain criticism on the privatization policy because this policy has been uniformly adopted by all the three previous governments. There has been no change. This is one policy that has been stuck to. The guidelines were made and that included that the workers should not be abandoned and therefore, in all privatizations one of the conditions was that no worker will be laid off without a golden hand shake and therefore, he was given much more than he otherwise gets in a normal routine. This policy of privatization was continued by Peoples Party Government, it was continued by Nawaz Sharif Government and it was continued by Musharraf Government with no change as far as the policy is concerned.

You can question one of the deals or second deal or third deal that the Minister for Privatization. I think, in the previous deal also laid all the facts before the House and I am sure, if there is any doubt he would do so again.

Let me also state that certain wrong statements were made. For example, that the Railway is being privatised. Sir, Railway was being privatised prior to 1999. One of the first decisions taken by Musharraf Government, when they came to power, was that Railway will not be privatised and Railway was withdrawn from the portfolio of the Privatization Commission. It is now being run as a public sector enterprise. It is not being privatised. It was being privatised prior to 1999. So, instead of blaming the Government for it, I think, you should give them the credit because if that was the contention of the honourable member then that is exactly what this Government did.

I would also like to state, sir, that as far as the process of privatization is concerned, even the previous Chairman of the Privatization Commission, even when probed, they were also proven to be clear. One of the Privatization Commission's Chairman spent quite a few months behind bar because of similar allegations but when those allegations were probed, he was freed and nothing was proven against him because these were incorrect. Similarly, I think the process undergoing now is absolutely transparent, is visible and if anybody has any doubt he should specify the particular project on which he has doubt rather than saying this whole process is like this and like this and it is like this. No, sir, I think it is not

like this because this one process which has been adopted by all the governments without exception. Thank you, sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Thahim sahib.

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم : Thank you very much for giving me time. یہ privatization ابھی شروع نہیں ہوئی۔ Western countries میں حکومت کوئی ادارہ یا industry نہیں چلاتی۔ یہاں specifically banking sector کے متعلق کہا گیا ہے۔ جناب والا! privatization ضروری ہے۔ حکومت کا کام اور ہے یعنی law and order, defence اور policies وغیرہ بنانا' ایسا نہیں ہے کہ industrial business اور دکانداری کرے۔ ایسا دوسرے ملکوں میں نہیں ہوتا۔ یہاں specifically banking sector کا کہا گیا ہے۔ حکومت کے کتنے banks ہیں۔ جو پہلے گورنمنٹ کے banks تھے جیسے United Bank, Allied Bank, Muslim Commercial Bank ان میں کروڑوں روپے influential لوگوں کو قرض دیئے گئے اور پھر influential لوگوں نے سارے قرضے write off کرا دیئے۔ اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ banking sector میں privatization نہ ہو۔ ابھی حبیب بینک ہوا ہے وہ ایک individual بات ہے۔ ہمارے ہاں گورنمنٹ کے پاس کوئی اتنی بڑی banking نہیں ہے۔ جیسے میں نے ان بنکوں کا نام لیا ہے' shares چلے گئے ہیں۔ ابھی ایک National Bank ہے۔ حبیب بینک بھی چلا گیا۔ میں عرض کروں گا کہ اس پر ایسی discussion کرنے سے ہمیں گریز کرنا چاہیے۔ ہمیں اس کو encourage کرنا چاہیے۔ Privatization کا ایک ادارہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ Privatization Commission کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ سارے اداروں کو privatize کر کے دے دے اور حکومت کی دوسری چیزوں پر توجہ ہونی چاہیے۔ میں عرض کروں گا کہ privatization policy پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ اس میں banking sector ہے جس کے متعلق میں نے کہا کہ صرف دو banks رہ گئے ہیں یعنی ایک National Bank اور دوسرا حبیب بینک بلکہ حبیب بینک بھی چلا گیا اب ایک bank باقی ہے۔ اس پر حکومت کی مرضی چاہے تو چلائے نہ چاہے تو نہ چلائے۔ آخر میں میری گزارش ہے کہ اس میں کوئی قباحت

نہیں ہے‘ Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Yes, Ilyas Bilour Sahib.

Senator Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder: Sir, Point of order. Sir, read Rule 194 and it says:

"A motion that the policy or situation or statement or any other matter be taken into consideration shall not be put to the vote of the Senate, but the Senate shall proceed to discuss such matter immediately after the mover has concluded his speech and no further question shall be put at the conclusion of the debate at the appointed hour unless a member moves a substantive motion in appropriate terms to be approved by the Chairman and the vote of the Senate shall be taken on such motion."

جناب intention یہ ہے کہ 194 کی جو motions ہیں کیوں کہ آپ نے دیکھا کہ بے شمار motions ہیں‘ resolutions بھی ہیں‘ اس کے لئے آپ کوئی fixed time frame دیں تاکہ اس میں وہ conclude ہو جائے۔ اگر ہم اس کو indiscriminately discuss کرتے رہیں as a discussion in the Senate تو پھر جناب یہ ہے کہ 194 کی motions آئیں گی اور کوئی item نہیں آئے گا۔

Mr. Acting Chairman: I am covering all these. Actually یہاں پر speakers تو دس تک لکھے ہیں لیکن I am covering it to half an hour, every motion.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: ٹھیک ہے۔ جناب میرے گزارش کرنے کا مطلب یہی تھا کہ ہر ایک کا time fix کر دیں۔

Mr. Acting Chairman: Bhinder Sahib, I am curtailing time incidentally.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے، بے شک بلائیں لیکن میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ rules کی جو intention ہے اس کو follow کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Intention has been complied with. In fact I am reducing time. Yes, Bilour Sahib.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Thank you very much. Sir, undoubtedly this policy is a very appreciable policy and it has been started from very long time rather the very first government of Mohterma Benazir and then Mr. Nawaz Sharif. The privatization must be done, I am sure, because this is not the job of the government that the government should sell *dal, chawal*, etc. No, this is a private people's job and private people should do it. I appreciate that this process should continue. One thing is of special concern which I want to say sir, that those things should be privatized which are losing money. The Pakistani government exchequer money is going to that side and

جیسے جنرل اشرف قاضی صاحب نے فرمایا کہ

in 1999 the Railway was taken out. Railway is losing. Railway is a losing part. So, Railway should be privatized first instead of privatising other things why Railway has been taken out? I think that those institutions, those units, those things, which are losing, which are taking the exchequer of Pakistan, they should be privatized first and then

جو profit دینے والی ہیں ان کو بعد میں privatize کریں۔ میری اپنی ذاتی رائے یہ ہے کہ privatisation is a good thing. We should keep on privatising, as the previous Government was also privatising اور جو ادارے نقصان کر رہے ہیں، ان کو privatise ہونا چاہیے، نفع والے اداروں کو بعد میں کریں لیکن کرنا سب کو چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، نگہت آغا صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا: جناب والا! thank you very much for giving opportunity. بات یہ ہے کہ یہاں پر بڑے بڑے eminent economist ہیں، مجھے بڑی حیرانی ہو رہی ہے کہ وہ privatisation پر objection کر رہے ہیں حالانکہ privatisation کسی بھی ملک کے لیے specially democratic ملک کے لیے نہایت عمدہ چیز ہے کیونکہ جب privatise کرتے ہیں تو اس میں لوگوں کا interest ہوتا ہے، وہ اس کو زیادہ improve کرتے ہیں اور دوسرا گورنمنٹ کی توجہ اور زیادہ ضروری چیزوں پر چلی جاتی ہے rather than, as they say that selling this or selling that thing. سو اس پر تو objection ہونی نہیں چاہیے۔ اگر ان کو objection ہے تو کسی ایک چیز پر کریں privatisation پر نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، طاہرہ لطیف صاحبہ آپ اس پر بولیں گی۔ Minister Sahib, would you like to conclude.

ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ (وزیر برائے پرائیویٹائیزیشن): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ I think a lot of issues have been raised and I would try to respond each point separately. پہلی بات یہ ہے کہ یہ privatisation policy جس طرح میرے دوسرے دوستوں نے بھی کہا کہ اس گورنمنٹ کی start کی ہوئی نہیں ہے this is bi partison policy اور یہ پاکستان کی consective governments نے adopt کی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حکومت کو اپنا کام کرنا چاہیئے اور business کو اپنا کام کرنا چاہیئے۔ یہ دنیا کا تجربہ رہا ہے کہ جہاں پر حکومتوں نے business چلانے کی کوشش کی ہے تو اس کے نتائج اچھے نہیں نکلے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ایک اندازے کے مطابق کوئی سو ارب روپے کے

قریب جو burden ہے ان companies کا وہ حکومت پر پڑتا ہے اور یہ burden ' اس کا final بوجھ غریب اور کمزور لوگوں پر آتا ہے۔ یہی پیسے اگر بچیں تو زیادہ پینے کا پانی مہیا کیا جا سکے گا یا زیادہ تعلیم دی جا سکے گی تو یہی motivation ہے جس کے تحت governments کام کر رہی ہیں۔ اب جہاں تک banking system کا تعلق ہے تو خصوصی طور پر banking system کا private sector میں ہونا اس لیے ضروری ہے کہ نمبرایک ' اس سے جو credit آتا ہے ' اگر competition ہو اور efficiency ہو تو پوری economy میں credit کی prices کم ہوں گی اور اس سے پوری economy پر اثر ہو گا۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز یہ ہے کہ banking sector لوٹنے کے لیے بہت آسان ہے اور اگر ایک ایسا ماحول ہو کہ جہاں پر checks and balances نہ ہوں یا political یا powerful لوگ ان سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو آسانی سے اٹھا سکتے ہیں' اس لئے it is very important کہ اس کو private sector کے حوالے کیا جائے۔

جناب والا! now, I would like to respond. یہ privatisation کا rationale ہے۔ اب جو مختلف points اٹھائے گئے ہیں' سب سے پہلے کچھ facts کے بارے میں clarify کر دوں ۔ میرے دوست رضا صاحب نے خاص طور پر کہا کہ PTCL کی privatisation سے ملک سے باہر پیسے جا رہے ہیں تو میں ان کو بہت humbly گزارش کروں گا کہ PTCL کی privatisation نہیں ہوئی ہے ۔ I think, we should not create any doubts in mind of people about the basic facts. اگرچہ دس بارہ سال سے PTCL کو privatise کرنے کی کوشش چلتی رہی ہے لیکن ابھی تک یہ ادارہ privatise نہیں ہوا۔ similarly جیسے جاوید اشرف صاحب نے clarify کیا کہ ریلوے موجودہ وقت میں privatisation کی list پر نہیں۔ اگرچہ جیسے بلور صاحب نے کہا کہ اس issue پر مختلف opinions ہو سکتے ہیں۔

دوسری چیز جس کو میں clarify کر دوں کیونکہ چند honourable senators نے یہ بات کہی کہ منافع بخش اداروں کو privatize کیا جا رہا ہے اور جو loss makers ہیں ان کو نہیں کیا جا رہا۔ یہ ایک قطعی غلط بات ہے، قطعی غلط تاثر ہے جو کہ عام لوگوں کو ہے اور اسے پھیلایا بھی جا رہا ہے۔ دراصل اگر ہماری گورنمنٹ کو دیکھیں تو اس نے جو کمپنیاں privatize کی

ہیں اس میں majority dead assets کی ہے یا ایسے assets ہیں جن کے اندر potential ان کی performance سے کئی گنا زیادہ ہے۔

اگر آپ صرف بینکوں کو لیں، مسلم کمرشل جس کو privatize کیا گیا اس نے 90 کے دوران تمام profits بنائے اور حبیب بینک اور United bank نے losses بنائے، جس کا ملک کو بڑا نقصان ہوا۔ اگر ہم اسے privatize کرتے ہیں تو کیا ہم اسے loss making میں شامل کریں یا profit making میں۔ کیونکہ United bank نے ایک سال privatize ہونے کے بعد، پچیس سال سرکاری تحویل میں رہنے کے بعد پہلی دفعہ dividend دیا ہے۔ ساڑھے بائیس فیصد dividend دیا ہے۔ چونکہ حکومت نے آدھا بینک اب بھی اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ یہ dividend حکومت کو بھی ملی۔ ایک چیز جس نے پچیس سال سے حکومت کو ایک ٹکا بھی نہیں دیا تھا اور پاکستان کے عوام کے پیسے اس میں لگتے رہے، اگر وہ پہلی بار پچیس سال میں dividend دے رہی ہے اور آپ کو اس کے بیچنے سے بھی پیسے مل رہے ہیں۔ اس کی کارکردگی بڑھنے میں ٹیکسوں کی مد میں بھی پیسے مل رہے ہیں۔ اس میں profit and loss کا issue کہاں سے آ رہا ہے۔ similarly Habib Bank, we all know کہ اس پر اربوں روپے لگے ہیں۔ اس میں ہمیں clear ہونا چاہیے کہ کونسی چیز profitable ہے اور کون سی چیز loss making ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو دوسرے ادارے ہم نے privatize کئے ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں کہ کوہ نور آئل مل وہ بالکل بند پڑی ہوئی تھی it is dead asset اسے بیچا گیا اور اب اس میں ایک نئی جان ڈالی جا رہی ہے۔ روہڑی سیمنٹ کمپنی، وہ سات سال سے بند پڑی ہوئی ہے۔ اس کی zero employment تھی اب وہاں پر نیا سیمنٹ کا پلانٹ بن رہا ہے اور اس سے پورے علاقے میں نئی زندگی آئے گی۔ ہائٹ رجینسی کی بلڈنگ پچیس سال سے کھڑی ہوئی تھی اسے privatize کیا گیا ہے اور وہاں پر ایک نیا commodity exchange بنے گا اور انشاء اللہ کراچی کے اندر ایک بہت خوبصورت عمارت آئے گی۔ فلیٹیز ہوٹل جو اتنے سال سے تھکے ہوئے انداز میں چل رہا تھا، وہاں پر انٹرنیشنل کوالٹی کا ہوٹل بنے گا۔ ٹھٹہ سیمنٹ جو کہ اپنی capacity کے مطابق نہیں چل رہی تھی اس کی capacity double کی جا رہی ہے اور غریب علاقے میں employment بڑھے گی۔ so, these are the things to keep in mind کہ ایسی کوئی

خدانخواستہ بات نہیں ہے کہ family silvers اور profitable companies کا تعلق ہے دی جا رہی ہیں ان کے لئے loss making کو بچایا جا رہا ہے۔ جہاں تک profitable companies وہ بھی جو دی جا رہی ہیں۔ ایک نیا طریقہ ہم نے نکالا ہے جو میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہتا ہوں۔ Which we are calling privatization for the people اور اس کے تحت جو Oil and Gas Corporation ہے Sui Southern Corporation ہے' اب Pakistan Petroleum Limited ہے' ہم ان کو بیچ رہے ہیں لیکن ہم ان کو عام آدمیوں کو بیچ رہے ہیں۔ ہم باہر کے کسی بڑے آدمی کو نہیں دے رہے۔ ہم اسے پاکستان کے عوام کو دے رہے ہیں۔ اس کے اندر پاکستانی عوام کا جو reaction ہے وہ بھی آپ سن لیں۔ جب ہم نے Oil and Gas Corporation کے shares دیئے بتیس روپے ایک share کے اوپر تو -/97000 پاکستانیوں نے apply کیا اور -/97,000 پاکستانیوں کو یہ shares ملے۔ جناب چیئرمین! اس میں دس ارب روپے کی value بڑھی ہے تو پچھلے چند مہینوں میں ستانوے ہزار پاکستانیوں نے دس ارب روپے کمائے ہیں فقط اس ایک privatization سے۔

second جب ہم نے سوئی سدرن گیس کارپوریشن دی تو دو لاکھ اٹھاون ہزار پاکستانیوں نے apply کیا' اور یہ اتنے زیادہ ہو گئے کہ ہم فقط جو smallest applicant تھے ان کو shares دے سکے۔ یہ ہماری پالیسی تھی کہ اگر زیادہ لوگ apply کریں تو صرف جو چھوٹے applicants ہیں ان کو دیئے جائیں گے۔ 66,000 چھوٹے applicants کو یہ shares دیئے گئے۔ اس وقت ہم پی پی ایل۔ پاکستان پٹرولیم لمیٹڈ کو جو offer کر رہے ہیں تو میری یہ خواہش ہے اور میری امید ہے اور اس گورنمنٹ کی بھرپور کوشش ہے کہ دو لاکھ پاکستانیوں کو یہ shares دیئے جائیں۔ ہم پچپن روپے کے اوپر دینگے اور انشاء اللہ اس کی جو market value ہے وہ پچپن سے زیادہ ہوگی۔ ہم نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ بجائے اس کہ لوگ یہ سمجھیں کہ privatization امیر آدمیوں کا کھیل ہے جس میں بڑے لوگ ایک دوسرے سے deals کر رہے ہیں اس میں عام آدمیوں کو شامل کیا جائے۔ So this is the privatization policy.

This is the new approach of privatization.

اب ایک question یہ بھی تھا کہ خاص طور پر Habib Bank کے case میں کہ اس

میں Parliament کو confidence میں لینا چاہیے یا privatization programme میں generally confidence میں لینا چاہیے۔ Mr. Chairman, یہ پچھلے بارہ چودہ سال سے جب سے privatization چل رہی ہے تو اس کی approval کا ایک انداز مقرر ہے، ایک طریقہ کار مقرر ہے کہ Cabinet بڑے strategic decisions لیتی ہے۔ ایک Cabinet Committee on Privatization ہے جوکہ تمام details پر ملتی ہے اور طے کرتی ہے اور ایک Privatization Board ہے جس میں حکومت کے لوگ بھی ہیں اور private sector کے لوگ بھی ہیں، وہ ان چیزوں کو طے کرتے ہیں۔ جہاں تک Habib Bank کی valuation کا سوال ہے تو اس کا طریقہ کار بھی وہی تھا جو دوسرے banks کی valuation کا تھا۔ اس میں جو طریقہ adopt کیا گیا as discounted divident model یہ جو طریقہ ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ یہ جلدی میں کیا گیا ہے۔ یہ Internationally مشہور AF company Forbuson کو hire کیا گیا، انہوں نے اس کی valuation میں اٹھارہ مہینے لگائے۔ اس کے بعد Privatization Board نے اس valuation کو discuss کیا، اس کے بعد Cabinet Committee on Privatization نے اس valuation کو discuss کیا۔ جہاں تک confidence میں لینے کی بات ہے، details جاننے کی بات ہے تو we are ready ہم National Assembly کی Committee کو بھی ایک detailed presentation دے رہے ہیں۔ Mr. Chairman, I offer that if a group or if my Senate colleagues wish کہ ہم ان کو detail presentation دیں، اس میں دو یا تین گھنٹے لگیں گے، we are ready to give it to them so that you know, they are well aware کہ یہ کس طریقے سے کیا گیا۔

اس کے بعد جہاں تک یہ ایک سوال اٹھا کہ آغا خان صاحب کو Privatization Programme میں کیا کوئی خصوصی preference ہے یا ان کو کیوں companies دی جا رہی ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ 141 companies privatize ہوئی ہیں تو 141 companies کس کو دیں گی، اس میں سے 135 یا 136 Pakistanis کو دی گئی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ it is very domestically driven programme. دوسری طرف یہ ہے کہ ایک company

and we are proud that Agha Khan's Company is a reputable Company ہے

and they are showing a long commitment to Pakistan, not just Agha Khan but his father as well as his grandfather. So, I think, if they are coming to assist us to participate in the economic development of Pakistan, we

should welcome it. لیکن آپ نے یہ سوال کیا ہے تو اس 141 companies میں سے فقط ایک company ان کو دی گئی ہے جو انہوں نے open bidding میں لی ہے۔ یہ کہ اور لوگوں کو بھی chance دیا جائے تو میں آپ کو یہ بتاؤں کہ ہر privatization کا ایک طریقہ کار ہے کہ ایک open advertisement ہوتا ہے اور اس میں ہر آدمی کو اختیار ہے، ہر party کو اختیار ہے کہ وہ آئیں۔ کچھ جو چھوٹی companies ہوتی ہیں، اس میں prequalification نہیں ہوتی لیکن جو بڑی companies ہیں، اس میں prequalification ہوتی ہے، اس میں آپ کے financial assets آپ کی industry کی expertise اور ان چیزوں کو دیکھا جاتا ہے۔

Finally, I think, let me just end by saying

کہ

we are ready to share more information, we areready to respond to any specific question and we are ready to give you more detailed briefings but I think, let us work together because this is a good policy, it's a policy for the Government and for the people of

Pakistan and it's a policy جس میں تقریباً ہر party متحد ہے۔ میرے خیال میں as a Pakistani I feel something, not as Minister کہ ہم نے ایک political polarization کی وجہ سے اپنے Privatization Programme کو ماضی میں بدنام کیا۔ Where as in fact it is one of the best programmes of privatization anywhere and over the time

تجربہ کے بعد it has become very transparent now اور ہر privatization open bidding کے through ہوتی ہے۔ یہ video tape کی جاتی ہے اور اس کے بعد جو losing bidders اور winning bidders ہیں ان سے statements لی جاتی ہیں۔ Finally جو سب سے

بڑی assurance ہے کہ the court system is there for people to go and challenge any decision. اور یہ decisions ہیں جو courts میں جاتے ہیں اور ہم انہیں welcome کرتے ہیں کیونکہ this is a free country and people can go andchallenge. اور ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی technical وجہ سے ہم وہ case نہ چلنے دیں۔ We like to face the allegations, charges, misunderstandings then clarify this. So, this is our policy and *'Inshallah'* we will continue on that. Thank you very much Mr. Chairman.

DISCUSSION ON MOTION MOVED ON 19T!! JANUARY, 2004; RE: BAN ON WORKING OF NATIONAL ASSEMBLY SECRETARIAT HOUSING SOCIETY.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Item No. 5 stands in the name of Professor Muhammad Ibrahim Khan moved on 19th January, 2004 but let me inform the House that the Minister concerned which is Interior Minister is not here.

تو discussion کروا دیں؟

Alright, Item No. 5 stands in the name of Professor Muhammad Ibrahim Khan moved on 19th January, 2004 regarding discussion on situation arising out of ban on the activities of the elected body of the National Assembly Secretariat Employees Cooperative Housing Society, Islamabad.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! سینیٹ اور قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین نے 1987ء میں سیکریٹری نیشنل اسمبلی اور Registrar Cooperative Societies, Islamabad کی اجازت سے ایک Housing Society تشکیل دی تھی اور اس نے

بڑا اچھا کام کیا۔ اس کا مقصد پارلیمنٹ ہاؤس کے ملازمین کے لئے اسلام آباد میں رہائش کی فراہمی تھی اور گزشتہ 16 سالوں میں اس نے بہت مشکل حالات میں بہترین کام کیا۔ اب تک یہ 5 کروڑ کی زمین خرید چکی ہے اور اس کے تقریباً 30 کروڑ روپے اس وقت بینک میں جمع ہیں لیکن گزشتہ سال اس سوسائٹی کے خلاف ایک سازش شروع ہوئی اور اس سازش کے تحت اس کی activities کو ban کیا گیا۔

جناب چیئرمین! یہ میرے سامنے 8-9-2003 کا ایک letter ہے' اس کا نمبر ہے 767 اور یہ اس سوسائٹی کی management committee کے نام Circle Registrar Cooperative Societies کی طرف سے ہے۔ اس کا subject ہے Deferment of Schedule of Payment of Plots till holding of Elections of the New Managing Committee of the National Assembly Employees Cooperative Housing Society. مزے کی بات یہ ہے کہ اسی تاریخ کو یعنی 8 ستمبر 2003ء کو یہ letter No. 767 ہے اور دوسرا letter No. 770 جاری ہوتا ہے' اس کا subject ہے:

Affairs of National Assembly Secretariat Employees Cooperative Housing Society Islamabad. اس میں ان کو کہا جاتا ہے کہ no sale/purchase/exchange of land is allowed. اور اسے بالکل منع کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! میرے ایک فاضل دوست جناب بابر خان غوری صاحب جن کے پاس کہ اس وقت وزارت کا قلمدان بھی ہے' اُس وقت وہ وزیر نہیں بنے تھے' انہوں نے یہ مسئلہ 10 دسمبر کو point of order پر اٹھایا اور انہوں نے اس ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ اس سوسائٹی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ملازمین جو بہترین کام کرنا چاہتے ہیں اس سے انہیں محروم کیا جا رہا ہے۔ یہ ان کا ریکارڈ موجود ہے' ان کو وزیر محترم جناب محمد رضا حیات ہراج صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی کہ اس کو دیکھا جائے گا اور یہ بات Interior Minister سے کی جائے گی اور ہوا یہ کہ اگلے ہی دن اس سوسائٹی کے دفاتر پر قبضہ کر لیا گیا' اس کے تالے توڑے گئے اور Circle Registrar نے اپنا administrator بٹھا دیا۔ 17 دسمبر کو بابر خان غوری نے دوبارہ یہ مسئلہ اٹھایا اور اس وقت چیئرمین صاحب نے ان سے یہ کہا کہ کیا آپ نے اس کو لکھ کر دے دیا

تھا؟ بابر خان غوری نے اس کی تفصیل یہ بتائی کہ اسی وقت لکھ کر دیا تھا اور اس کے بعد یہ ہوا کہ بجائے ان کو relief ملنے کے next day انہوں نے ان کا دروازہ توڑ کر وہاں قبضہ کر لیا کہ اچھا سینیٹ میں تم لوگ یہ مسئلہ اٹھوا رہے ہو۔ تو یہ ہو رہا ہے ایک forum کے ساتھ۔ یہاں ملازمین کا ہم سے رابطہ ہے۔ آپ یہ سوچیں کہ عام عوام جو یہاں قریب سے نہیں گزر سکتے، ان کے ساتھ یہ کیا ظلم کر رہے ہوں گے؟ یہ بڑا serious matter ہے ۔ اس پر میں چاہوں گا کہ government کی کسی Minister کی duty لگا دیں کہ وہ CDA کے حوالے سے اس کو دیکھیں۔ اس وقت Leader of the House نے یہ کہا تھا کہ

"میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ جو concerned وزیر ہیں، میں بھی ان کو یہ پہنچاؤں گا لیکن ذمہ داری تو وزیر کی ہوتی ہے۔

I can't assume responsibility of all the Ministers. I can convey the concern of the House, honourable members and of the Chair to the Ministers and to request them to respond positively to whatever suggestion and recommendations are made".

یہ مسئلہ اس وقت سے ایسے ہی پڑا ہے۔ اس سوسائٹی کی management کو یہ بتایا گیا کہ کچھ لوگوں کو اعتراض ہے۔ اس کے ہزاروں ممبر ہیں اور ان میں سے ۱۰ افراد کو اعتراض تھا۔ اگر اعتراض تھا تو اس کا علاج یہ تھا کہ ان کا دوبارہ election کرایا جاتا اور اکثریت کا اعتماد جن پر ہوتا، انہی کو سوسائٹی کی ذمہ داری سونپی جاتی لیکن ۱۰ مہینے ہو گئے ہیں سوسائٹی کی ذمہ داری ایڈمنسٹریٹر کے پاس ہے۔ اس وقت زمین کی قیمت ایک لاکھ روپے فی کنال تھی اور اب تین لاکھ اور چار لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ وہاں کے قرب و جوار کی زمین بک رہی ہے اور ہمارے پارلیمنٹ ہاؤس کے ملازمین کو اس کام سے روکا جا رہا ہے۔ یہاں پر جناب چیئرمین! سوال اٹھایا گیا اور اس کے جواب میں یہ کہا گیا۔ ۳۰ کروڑ کے اثاثوں کو ۲۸ کروڑ ظاہر کیا گیا۔ اس کی بھی تحقیق کی ضرورت ہے کہ ۲ کروڑ روپیہ کہاں چلا گیا۔ اس میں انکوائری بھی بٹھائی گئی لیکن اس انکوائری کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس وقت بھی چند اہلکار ہیں اور اس کے خلاف ایک سازش ہو رہی ہے۔ ۱۵ دسمبر ۲۰۰۳ کو بغیر کسی اطلاع کے رجسٹرار آفس کے چند اہلکاروں نے سوسائٹی کے دفتر پر دھاوا

بول دیا تھا اور تالے توڑ کر اس پر قبضہ کیا تھا۔

جناب چیئرمین! سوسائٹی کے نام اڑھائی سال پہلے درج شدہ ۲۳۴ کنال زمین کے انتقالات بلا جواز منسوخ کر دیے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! ۸ ستمبر ۲۰۰۲ کو سوسائٹی جس مقام پر کھڑی تھی آج بھی اسی مقام پر ہے۔ ممبران کو سخت تشویش ہے اور یہ ہمارے اس پارلیمنٹ ہاؤس کے ملازمین ہیں۔ ان کا بھی ہمارے اوپر یہ حق بنتا ہے کہ ان کے حقوق کا ہم تحفظ کریں اور اس سازش کو ناکام بنا دیا جائے۔ میری یہ تجویز ہوگی کہ اس مسئلے کے لئے ایوان کی special committee بنا دی جائے اور وہ کمیٹی فوری طور پر اس پر کام کرے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دے۔ اس وقت پارلیمنٹ ہاؤس کے ملازمین جس مشکل سے گزر رہے ہیں اور ان کی جمع پونجی جس طرح ضائع ہو رہی ہے اس کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کوئی اور بولنا پسند کریں گے؟ بھنڈر صاحب، فرمائیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں اس تحریک کے حق میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بڑی مشکل سے کوئی سوسائٹی بنائی جاتی ہے۔ اس سوسائٹی کا مقصد کیا تھا؟ اس سوسائٹی کا مقصد یہ تھا کہ نیشنل اسمبلی یا سینیٹ سیکرٹریٹ کے چھوٹے ملازمین کے لئے زمین حاصل کرکے ان کو مکانات کی سہولت دی جائے اور اسلام آباد جیسی جگہ پر ان کو سستے داموں گھر مل جائے کیونکہ یہاں پر مکان ملنا بہت مشکل ہے۔ ایک بڑا high ideal تھا جس کو حاصل کرنے کے لئے یہ سوسائٹی بنائی گئی تھی۔ پھر سوسائٹی آہستہ آہستہ develop کرتے کرتے اس حد تک پہنچی کہ اس کے ۳۰ کروڑ تک اثاثے پہنچ گئے۔ وہ اثاثے جب یہاں تک پہنچے تو پھر اس پر کسی اور طرح کی نظریں بھی آنے لگیں اور یہ سوسائٹی اپنا مقصد حل کرنے کی بجائے ایک attraction کا سبب بن گئی۔ اس کے بعد اس پر action آنا شروع ہوا۔

جناب والا! کسی سوسائٹی کو بنانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر یہ سوسائٹی bankrupt ہو رہی تھی، اگر اس کا دیوالیہ نکل رہا تھا اور اگر یہ سی کلاس، بی کلاس ہوگئی تھی تو پھر تو سمجھ آتی ہے کہ محکمہ اس میں عمل دخل کرے اور محکمہ اس کو بچانے کے لیے، اس کو revive کرنے

کے لیے ' اس کو بحال کرنے کے لیے کوئی اقدام اٹھائے لیکن اگر سوسائٹی کا اثاثہ اتنا ہے اور وہ صحیح طور پر چل رہی ہے تو پھر اس میں مداخلت کرنا ' سوسائٹی کی Managing Committee کو توڑنا' دس مہینے کے لیے اس کا Administrator مقرر کر دینا' جناب والا! یہ بہت عجیب ریت ہے ہمارے ہاں کہ کوئی ادارہ ہو' اس ادارے کی انتظامیہ کو معطل کرو اور معطل کرنے کے بعد اس پر ایک Administrator بٹھا دو۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ سوسائٹی کی مجلس انتظامیہ ہوتی ہے جو سارے affairs کو control کرتی ہے۔ وہاں کے members مجلس انتظامیہ کا election کرتے ہیں لیکن اس کے بجائے اگر ایک آدمی' فرد واحد کے سپرد آپ اسے کر دیں اور ایک آدمی رجسٹرار یا Deputy Registrar یا Assistant Registrar کی صوابدید کا آدمی لگا دیں تو وہ سوائے favouritism کے اور کوئی بات نہیں ہوتی اور اس کا کوئی تصور جمہوری یا Societies Act کے تحت جو ہونا چاہیے وہ نہیں بنتا۔

اس لیے جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ action ضرور probe ہونا چاہیے۔ بہت سے معاملات ایسے ہیں' مجھے یاد ہے کہ پچھلے tenure میں I-16 اسلام آباد کا ایک sector تھا اور اس I-16 کے متعلق جب یہاں assurance آئی اور ہماری Assurance Committee میں معاملہ آیا تو ہم نے ان کو بلایا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی' ہم پیسے واپس کرنا چاہتے ہیں مگر لوگ لیتے نہیں ہیں squatters وہاں بیٹھے ہیں۔ پانی وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ وہاں بجلی کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ حکومت ہمیں پیسے نہیں دیتی۔ ایک بہت ہی بھیانک انہوں نے اس کی تصویر پیش کی۔ پھر ہماری ایک Sub-committee بنی۔ Sub-committee میں ہم نے ان کو بلایا اور اس Sub-committee نے ساری چیزوں کو examine کیا اور ان سے پوچھا کہ جتنے پلاٹ باقی بچ گئے ہیں ان کو اگر آپ نیلام کردیں تو یقین جانیئے جناب کہ وہی I-16 کا sector جس کے متعلق وہ کہتے تھے کہ ہم نہیں چلا سکتے۔ اس میں تیس کروڑ کا surplus نکلا اور جب سینیٹ dissolve ہوئی اس وقت وہاں بہت سی سڑکیں بھی بن گئی تھیں۔

یہ بات دیکھنے والی ہوتی ہے۔ جہاں تک تعلق ہوتا ہے محکمے کا' محکمے کو تو یہ ہے کہ اگر ایک آدمی اس پر مسلط کر دیا جائے گا اور وہی آدمی all powerful ہوگا۔ آپ یقین جانئے اگر اور ایک سال اس پر action نہ ہوا تو یہ Administrator سال دو سال تک جاری رہے گا اور کبھی

یا یہ جو اختیارات ہیں یہ کمیٹی کے لوگوں کو سونپے نہیں جائیں گے۔ democratic principle اس لیے اس میں دیکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ جو funds منجمد کر لیے گئے ہیں۔ اب funds بھی منجمد ہیں۔ ایک سوسائٹی ہے۔میں اس کو support کرتے ہوئے، میں سمجھتا ہوں کہ نہ تو----

جناب قائم مقام چیئرمین: کس کو support کر رہے ہیں آپ؟ دس بجے کو support کر رہے ہیں یا اپنے point کو support کر رہے ہیں؟

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جی جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دس بجے کو تو support نہیں کر رہے، وہ دس بجے بند کروا رہے تھے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب میں مختصر کرتا ہوں۔ نہ تو اس میں جناب والا! funds منجمد کرنے کی کوئی گنجائش تھی اور نہ ہی اس میں یہ جو action لیا گیا ہے، نہ اتنا harsh action لینے کی ضرورت تھی۔ میں اس تجویز کی حمایت کرتا ہوں کہ ایک Sub-committee اس ہاؤس کی بنا دی جائے جو اس سارے معاملے کو چھان بین کر کے ہاؤس کے سامنے رپورٹ کرے۔

Mr.Acting Chairman: Thank you.

اس طرف سے کون بولے گا۔ ایک انار صد بیمار۔ who would speak from this side?

سینیٹر میاں رضا ربانی: میرا خیال ہے کہ متحدہ اپوزیشن اس تجویز کی support کرتی ہے کہ ہاؤس کی کمیٹی بنا دی جائے اور وہ اس کے معاملات کو دیکھ لے۔

Mr. Acting Chairman: Wasim Sajjad Sahib, they want to form a committee on this.

سینیٹر وسیم سجاد: جو committees پہلے بن چکی ہیں اور جو اس سے متعلقہ کمیٹی ہے اس کو refer کر دیں why should be a special committee?

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کو refer کر دیتے ہیں، ٹھیک ہے۔

Senator Wasim Sajjad(Leader of the House): Why should

be a special committee?

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: جناب time دیا جائے کہ اس کی رپورٹ کب تک آئے گی؟

جناب قائم مقام چیئرمین: آج سب ٹائم ہی مانگ رہے ہیں بھئی۔ We will refer to it and we will see, who is looking after this committee?

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے بولنا ہے اس پر تو ذرا short رکھیں۔ اس کے بعد آپ کی باری ہے۔ ایک ادھر سے ہوتا ہے ایک ادھر سے ہوتا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): interior کی کمیٹی ہے اس کو refer کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں اگر refer کر دیا ہے ہم نے تو there is no need for discussion

سینیٹر پروفیسر غفور احمد۔ جناب والا! refer کرنے کے بعد اس کی report کب تک آئے گی۔

Mr. Acting Chairman: Within a month. Is there any need for further discussion on it?

Senator Wasim Sajjad(Leader of the House): No.

Mr. Acting Chairman: Fine, referred to the Standing Committee. Item No. 6. It stands in the name of Mr. Muhammad Akram.

سینیٹر طاہرہ لطیف: جناب چیئرمین! یہ معاملہ تو Standing Committee کو refer ہوگیا لیکن اس کے ساتھ ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ اسلام آباد ایک planned اور بہت خوبصورت شہر ہے۔ اس کے اردگرد جو دیہات ہیں یہ ان کا مسئلہ ہے۔ میں چونکہ اس پر کام کر رہی ہوں، دیہاتوں میں جا کر بھی کام کرتی ہوں تو بہت لوگ میرے پاس آتے رہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ انتظامیہ نے ان کی تعمیر پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ یہ تقریباً 58 دیہات ہیں۔ وہاں کی

آبادی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مدنظر جب وہ مکان کی تعمیر شروع کرتے ہیں تو سی ڈی اے والے material اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اس معاملے پر غور کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ کمیٹی کے چیئرمین کو مل کر اپنی reservations دے دیں۔

سینیٹر طاہرہ لطیف: شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Item No.6. It stands in the name of Mr. Muhammad Akram. Mover is not here. We come to item No.7. It is in thename of Nighat Mirza. She is not present. Item No.8. It stands in the name of Mr. Raza Muhammad Raza.

MOTION RE: EXISTING TRANSPORT SYSTEM IN THE COUNTRY.

Senator Raza Muhammad Raza: I beg to move that the House may discuss the existing public transport system in the country.

جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ یہاں پر privatization کے موضوع پر بات ہوئی اور ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ صاحب نے بڑے استدلال سے اپنا کیس لڑا۔ جس طرح ہمارے ملک کے دیگر تمام شعبے پرائیویٹائیز ہوتے رہے، ہمارے ملک میں ٹرانسپورٹ کی ایک بہترین گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس تھی، ہمارے تمام صوبوں اور بڑے بڑے شہروں میں جی ٹی ایس بسیں چلتی تھیں، اس کی وجہ سے ہمارے عوام کو بہت سہولیات تھیں۔ جب سے جی ٹی ایس سسٹم بند ہوا اور اس کو پرائیویٹائیز کیا گیا ہے، اگرچہ یہ بڑا منافع بخش ادارہ تھا، تمام ملک میں اس کے بعد اس اہم ترین شعبے میں ایک اجارہ قائم ہو گیا ہے۔ اگرچہ ہم عوام کے خزانے سے اربوں روپے ملک میں موٹر ویز، ہائی ویز اور شاہراہوں پر خرچ کر رہے ہیں لیکن اس کا فائدہ ہم پھر اجارہ دار اداروں کو دے دیتے ہیں۔

موجودہ حالت میں پوزیشن یہ ہے کہ جب پٹرول کی قیمت ایک روپے بڑھتی ہے تو

کرائے اس کے تناسب سے بہت زیادہ بڑھتے ہیں اور بعض روٹس تو ایسے ہیں کہ اس پر ٹرانسپورٹ مافیا ہے، وہ کسی اور کی ٹرانسپورٹ چلنے بھی نہیں دے رہے ہیں۔ ایسے حالات میں ملک میں ایک، مافیا کا قبضہ ہوتا جا رہا ہے۔ ٹرانسپورٹ ایک ایسا شعبہ ہے کہ جو تمام ملک کے عوام کی ضرورت ہے۔ ہمیں سستی ٹرانسپورٹ چاہیے۔ شہروں میں عوام اور طلباء کی تعداد بہت زیادہ ہے اور لوگ بھی اپنے کاموں کے سلسلے میں آتے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے روٹس ہیں جیسے آپ نے موٹر ویز قائم کئے ہیں۔ اب کیا یہ اربوں روپے ہم نے صرف "ڈائیوو" کے لئے خرچ کئے ہیں؟ یا کیپیٹل میں صرف "واران" کے لئے خرچ کئے ہیں اور اس کو تمام سہولیات فراہم کر رہے ہیں؟ یہ ایک افسوس ناک صورتحال ہے۔ ہمیں پورے ملک میں اپنی گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سسٹم بحال کرنی چاہیے۔ ہمارے شمالی پشتونخواہ میں یہ انتہائی منافع بخش تھا۔ جب اس کو ہم ختم کرنے جا رہے تھے تو اگر اس وقت کا ریکارڈ نکالا جائے تو وہ کروڑوں روپے کما رہا تھا۔ اگر افغانستان جیسا تباہ حال ملک یہ چلا سکتا ہے۔ کابل، قندھار، ہرات اور مزار وغیرہ جیسے شہروں میں اور تمام بڑے بڑے روٹس پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ چلا سکتی ہے تو کیا پاکستان اس سسٹم کو نہیں چلا سکتا؟ ہم نے اس پورے ملک میں ایک اجارہ قائم کرا دیا ہے۔ اب جو بڑے بڑے سرمایہ کار سرمایہ کاری کر رہے ہیں واران جیسے گروپ، کہ اسلام آباد اور راولپنڈی میں صرف ایک ہی خاندان کو یا ایک ہی گروپ کو آپ اجارہ دے دیتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ جیسا چاہے عوام پر کرایہ مسلط کرے اور لوگوں کو محروم کرے۔

جناب والا! ایسے حالات کے مقابلے کے لئے بھی ضروری ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ ہو تاکہ وہ کرائے کو بھی کم کر سکے اور عوام کو سہولت بھی میسر ہو۔ جو سہولت جی ٹی ایس کے دور میں میسر تھی وہ اب نہیں ہے۔ بڑے بڑے روٹس پر اجارہ دار قسم کے ٹرانسپورٹرز سب صوبوں میں ہیں اور کسی کو آنے نہیں دیتے۔ اگر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سسٹم ہو تو ان کو بھی یہ balance کرے گی۔ اس کے لئے میں جناب! یہ چاہتا ہوں کہ تمام ہاؤس اس کی سفارش، recommendation, decision کرے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ جہاں کامیاب تھی وہ بحال کی جائے۔ شمالی پشتونخواہ میں یہ کامیاب جا رہی تھی۔ بڑے بڑے شہروں میں یہ کامیاب تھی۔ اس سے روزگار بھی بڑھے گا۔ اس لئے کہ اس وقت ملک میں بدترین بے روزگاری ہے اور گورنمنٹ

ٹرانسپورٹ سسٹم کی بحالی سے ہزاروں لوگوں کو روزگار ملے گا اور عوام کو سہولت بھی ملے گی۔

جناب والا! یہ motion میں اس لئے لایا ہوں کہ یہ ہاؤس اس پر بحث کرے اور اس سے عوام کے حق میں جو اقدامات ممکن ہیں وہ اٹھائے جائیں۔ ٹھیک ہے ہم ویسے بھی پرائیویٹائیزیشن کی طرف جا رہے ہیں۔ جب ہم جا ہی رہے ہیں تو کم از کم ایسے شعبے جن میں عوام کو مراعات و سہولیات دینے اورکرایوں کو کم اور کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے اور وہ واحد شعبہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ ہے، اس کو بحال کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Raza sahib. Anybody from this side? Professor Ghafoor sahib.

سینیٹر پروفیسر غفور احمد: رضا محمد رضا صاحب نے بہت اہم قرارداد پیش کی ہے۔ اس وقت transport ملک کے تمام شہریوں کی ایک بنیادی ضرورت ہے لیکن اس ضرورت سے ملک کی ایک بہت بڑی آبادی محروم ہے۔ بہت تھوڑی آبادی ایسی ہے جس کے پاس اپنی private cars ہیں یا motorcycles ہیں لیکن ہمارے ملک کی ایک بہت بڑی آبادی public transport پر انحصار کرتی ہے لیکن اس کی صورتحال یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اس بات سے واقف ہے اور آگاہ ہے، اپنی آنکھوں سے ہم روز دیکھتے ہیں کہ public transport میں، road transport میں، بسوں کی چھتوں پر لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جناب چیئرمین! جب اخباروں میں یہ خبر نہ چھپتی ہو کہ آپس میں ٹکراؤ ہوا ہے اور سینکڑوں افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں ہر روز، جب پیٹرول کی قیمت بڑھاتے ہیں تو اس سے زیادہ وہ اپنے کرایوں میں اضافہ کر دیتے ہیں اور اس کے بعد کوئی سہولت ان کو حاصل نہیں ہے۔ کوئی دیکھنے والا نہیں، road transport ضرورت ہے۔ ایک آدمی جب اپنے گھر سے نکلتا ہے اگر اسے 9 بجے Office جانا ہے تو وہ سات بجے اپنے گھر سے نکلے گا، وہ دو گھنٹے خرچ کرنے کے بعد بھی اپنی duty پر نہیں پہنچ سکتا اور یہی حال اس کی واپسی کی بھی ہے، اسے دو تین گھنٹے لگتے ہیں گھر پہنچنے میں اور جس تکلیف سے اسے گزرنا پڑتا ہے، ہم لوگ ہی اس سے واقف ہیں۔ اس لیے رضا محمد رضا نے جو

قرارداد پیش کی ہے اس کی میں پوری حمایت کرتا ہوں۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دے اور یہ transport کی سہولت جو عوام کی ضرورت ہے اس کو فراہم کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کھوسہ صاحب آپ بولیں۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب یہ مسئلہ اتنا سنگین ہے کہ public transport کا جس قدر برا حال ہے اس وقت اگر شہروں میں آپ دیکھیں تو ویگنوں میں بیٹھنا موت کے کنویں میں بیٹھنے کے مترادف ہے اور اگر ہم public transport کو develop نہیں کریں گے تو یقین کیجیے گا کہ جس طریقے سے لوگ گاڑیاں لینے پر، private cars لینے پر اور banks جس طرح incentives دے کر قرضوں پر گاڑیاں دے رہے ہیں اور ہر آدمی گاڑی لینے کی ایک کاوش میں لگا ہوا ہے تو bumper to bumper گاڑی ہوتی ہے اور کئی کئی گھنٹے لگتے ہیں، peak hours میں آپ کا جانا محال ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے جو pollution کا مسئلہ ہو گیا ہے، میں سمجھتا ہوں جتنے شہر ہیں ان میں public transport کو اس انداز سے منظم کیا جائے یا تو آپ ring roads بنائیں یا آپ کو tunnels میں underground subways لے جانا پڑیں گے یا اوپر سے آپ کو transport گزارنا پڑے گی۔ آپ دس سال کے بعد یا in another decade also you will not be able to cope with the problem. and everybody can't have a private car of his own. اس لیے حکومت کو چاہیے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر planning کے ذریعے at least starting from the bigger cities this must be solved اس میں trains لائیں یا subways لائیں یا ring roads لائیں یا اوپر سے گزاریں، آپ کو public transport کو مضبوط کرنا ہی پڑے گا اور پھر اس کو diversify میرے خیال میں کرنا پڑے گا۔ ہماری concentration جو آ رہی ہے وہ total ایک شہر میں آتی ہے جہاں پہنچنا بھی محال ہو جاتا ہے۔ Parking کا مسئلہ اپنی جگہ پر ہے، pollution کا مسئلہ اپنی جگہ پر آ رہا ہے، لوگوں کا اپنی destination پر پہنچنے کا مسئلہ اپنی جگہ پر آ رہا ہے اور یہ صرف اس لیے ہے کہ ہم نے اپنی public transport کو totally neglect کر دیا ہے۔ This cannot be taken over by the private sector. اس معاملے میں حکومت کو کچھ کرنا پڑے گا۔ یہ ساری دنیا میں ہوتا ہے۔ صرف یہ نہیں ہے کہ یہ ہمارا ہی مسئلہ ہے۔ Privatization باقی معاملات میں

ہوتی ہے، transport is the basic fundamental problem اور یہ حکومت کا کام ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس معاملے میں ایک جامع policy بنانی چاہیے اور بڑے شہروں سے شروع ہو کر جہاں پر یہ مسئلہ گھمبیر ہے اس کو ابھی سے it should be arrested and the Government must concentrate. Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Further discussion on this Motion and item 9 is deferred. The House is adjourned to meet again on Wednesday, the 14th of July, 2004 at 1830 hours, that is, 6.30 p.m. and thank you very much.

(The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 14th of July, 2004 at 6.30 P.M.)